منہاج القرآن پبلیکیشنز

سلسلۂ اَربعینات

چالیس اَحادیثِ مبارکہ

فَرحَۃُ القُلُوب
فِي
مَولِدِ النَّبِيِّ المَحبُوب ﷺ

(میلاد النبی ﷺ : اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

تألیف

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون :8514 3516، 140-140-111 (42-92+)

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 37237695 (42-92+)

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

نام کتاب : فَرْحَةُ الْقُلُوْب فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْمَحْبُوْب ﷺ
﴿میلاد النبی ﷺ: اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں﴾

تالیف : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

معاونِ ترجمہ وتخریج : حافظ ظہیر اَحمد الاسنادی

اِہتمامِ اِشاعت : فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk

مطبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1 : جولائی 2012ء

تعداد : 1,200

قیمت : -/50 روپے

۞ ۞ ۞

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs و DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk
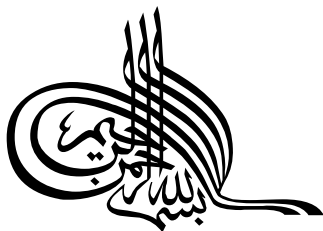
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۱۱۴۴۲-۷-۶ این۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں وکشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۶۱ -۸۰/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام تعلیمی اِداروں کی لائبریریوں کے لیے منظور شدہ ہیں۔

حرفِ آغاز

جشنِ میلاد النبی ﷺ منانا حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخی خوشی میں مسرت و شادمانی کا اظہار ہے اور صحیح بخاری کی روایت سے یہ بات واضح ہے کہ یہ ایسا مبارک عمل ہے جس سے ابولہب جیسے کافر کو بھی فائدہ پہنچتا ہے حالانکہ اُس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی ہے۔ اگر ابولہب جیسے کافر کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ہر پیر کو عذاب میں تخفیف نصیب ہوسکتی ہے تو اُس مومن مسلمان کی سعادت کا کیا ٹھکانا ہوگا جس کی زندگی میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانے میں بسر ہوتی ہو۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ خود بھی اپنے یومِ ولادت کی خوشی مناتے اور اِس کائنات میں اپنے ظہور وجود پر بارگاہِ ربّ العزت میں سپاس گزار ہوتے ہوئے پیر کے دن روزہ رکھتے۔ آپ ﷺ کا اپنے یوم ولادت کی تعظیم و تکریم فرماتے ہوئے تحدیثِ نعمت کا شکر بجا لانا حکم خداوندی تھا کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہی کے وجودِ مسعود کے تصدق اور وسیلہ سے ہر وجود کو سعادت ملی ہے۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کا عمل مسلمانوں کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام جیسے اَہم فرائض کی طرف رغبت دلاتا ہے اور قلب و نظر میں ذوق و شوق کی فضاء ہموار کرتا ہے۔ صلوٰۃ و سلام بذات خود شریعت میں بے پناہ نوازشات و برکات کا باعث ہے۔ اس لیے جمہور اُمت نے میلاد النبی ﷺ کا اِنعقاد مستحسن سمجھا۔

سیرتِ طیبہ کی اَہمیت اُجاگر کرنے اور جذبۂ محبتِ رسول ﷺ کے فروغ کے لیے محفلِ میلاد کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اِسی لیے جشنِ میلاد النبی ﷺ میں فضائل، شمائل، خصائل اور معجزاتِ سید المرسلین ﷺ کا تذکرہ اور اُسوۂ حسنہ کا بیان ہوتا ہے۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کا ایک اَہم مقصد محبت و قربِ رسول اللہ ﷺ کا حصول وفروغ اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے مسلمانوں کے تعلق کا اِحیاء ہے اور یہ اِحیاء منشاءِ شریعت ہے۔ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اَقدس اُمتِ مسلمہ کے ایمان کا مرکز و محور اور حقیقی اَساس ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی بقا وسلامتی اور ترقی کا راز ہی اِس اَمر پر منحصر ہے کہ وہ فقط ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنی جملہ عقیدتوں، محبتوں اور تمناؤں کا مرکز ومحور گردانے اور یہ بات قطعی طور پر جان لے کہ آپ ﷺ کی نسبت کے اِستحکام اور واسطہ کے بغیر دنیا و آخرت میں کوئی عزت و سرفرازی نصیب نہیں ہوسکتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کی معرفت ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت میں اِضافہ کا محرک بنتی ہے۔ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر ایمان کا پہلا بنیادی تقاضا ہے اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے سلسلہ میں مسرت و شادمانی کا اظہار کرنا، محافلِ ذکر ونعت کا انعقاد کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے سب سے نمایاں مظاہر میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو ہمارے لیے مبعوث فرما کر ہمیں اپنے بے پایاں احسانات وعنایات اور نوازشات کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس احسانِ عظیم کو جتلایا ہے۔

جس طرح ماہِ رمضان المبارک کو اللہ ربّ العزت نے قرآن حکیم کی

عظمت و شان کے طفیل دیگر تمام مہینوں پر امتیاز عطا فرمایا ہے اُسی طرح ماہ ربیع الاوّل کے اِمتیاز اور اِنفرادیت کی وجہ بھی اس میں صاحبِ قرآن کی تشریف آوری ہے۔ یہ ماہِ مبارک حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت با سعادت کے صدقے جملہ مہینوں پر نمایاں فضیلت اور امتیاز کا حامل ہے۔ شبِ میلادِ رسول ﷺ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے۔ لیلۃ القدر میں نزولِ قرآن ہوا تو شبِ میلاد میں صاحبِ قرآن کی آمد ہوئی۔ لیلۃ القدر کی فضیلت اس لیے ہے کہ وہ نزولِ قرآن اور نزولِ ملائکہ کی رات ہے اور نزولِ قرآن قلبِ مصطفیٰ ﷺ پر ہوا ہے۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ نہ ہوتے تو نہ قرآن ہوتا، نہ شبِ قدر ہوتی، نہ کوئی اور رات ہوتی۔ یہ ساری فضیلتیں اور عظمتیں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ ہیں۔

اس کائناتِ انسانی پر اللہ تعالیٰ نے بے حد و حساب احسانات و انعامات فرمائے اور اس نے ہمیں لاتعداد نعمتوں سے نوازا جن میں سے ہر نعمت دوسری سے بڑھ کر ہے لیکن اس نے کبھی کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں لذت و توانائی سے بھرپور طرح طرح کے کھانے عطا کیے، پینے کے لیے خوش ذائقہ مختلف مشروبات دیے، دن رات کا ایک ایسا نظام الاوقات دیا جو سکون و آرام فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری ضروریاتِ زندگی کی کفالت کرتا ہے، سمندروں، پہاڑوں اور خلائے بسیط کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ہمارے سر پر بزرگی و عظمت کا تاج رکھا؛ والدین، بہن، بھائی اور اولاد جیسی نعمتوں کی اَرزانی فرمائی الغرض اپنی ایسی ایسی عطاؤں اور نوازشوں

سے فیض یاب کیا کہ ہم ان کا ادراک کرنے سے بھی قاصر ہیں لیکن ان سب کے باوجود اس نے بطور خاص ایک بھی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ لیکن ایک نعمت ایسی تھی کہ خدائے بزرگ و برتر نے جب اسے اپنے حریمِ کبریائی سے نوعِ اِنسانی کی طرف بھیجا تو پوری کائناتِ نعمت میں صرف اس پر اپنا اِحسان جتلایا اور اس کا اظہار بھی عام پیرائے میں نہیں کیا بلکہ اہلِ ایمان کو اس کا احساس دلایا۔ مومنین سے روئے خطاب کر کے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (آل عمران، ۳: ۱٦٤)

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ اُن میں اُنہی میں سے عظمت والا رسول (ﷺ) بھیجا۔‘‘

اِسلام میں اللہ ﷻ کی نعمتوں اور اُس کے فضل و کرم پر شکر بجا لانا تقاضائے عبودیت و بندگی ہے، لیکن قرآن نے ایک مقام پر اس کی جو حکمت بیان فرمائی ہے وہ خاصی معنی خیز ہے۔ ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

(إبراهيم، ١٤: ٧)

’’اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اِضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے ۝‘‘

اِس آیہ کریمہ کی رُو سے نعمتوں پر شکر بجا لانا مزید نعمتوں کے حصول کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ پھر نعمتوں پر شکرانہ صرف اُمتِ محمدیہ پر ہی واجب نہیں بلکہ اُممِ سابقہ کو بھی اس کا حکم دیا جاتا رہا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴۷ میں بنی اسرائیل کو وہ نعمت یاد دلائی گئی جس کی بدولت انہیں عالم پر فضیلت حاصل ہوگئی اور پھر اس قوم کو فرعونی دور میں ان پر ٹوٹنے والے ہول ناک عذاب کی طرف متوجہ کیا گیا جس سے رہائی ان کے لیے ایک عظیم نعمت کی صورت میں سامنے آئی۔ اِس کے بعد فرمایا:

وَإِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ.

(البقرة، ۲: ۴۹)

’’اور (اے آلِ یعقوب! اپنی قومی تاریخ کا وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہیں قومِ فرعون سے نجات بخشی جو تمہیں اِنتہائی سخت عذاب دیتے تھے۔‘‘

اِس قرآنی اِرشاد کی روشنی میں غلامی و محکومی کی زندگی سے آزادی بہت بڑی نعمت ہے جس پر شکر بجا لانا آنے والی نسلوں پر واجب ہے۔ اِس سے اِستدلال کرتے ہوئے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قومی آزادی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی نعمتِ غیر مترقبہ سمجھیں اور اس پر شکرانہ ادا کریں۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ اِس اَمر پر شاہد ہے کہ نعمت کے شکرانے کے طور پر باقاعدگی کے ساتھ بالاہتمام خوشی و مسرت کا اظہار اس لیے بھی ضروری ہے کہ آئندہ نسلوں کو اِس نعمت کی قدر و قیمت اور اَہمیت سے آگاہی ہوتی رہے۔

یوں تو اِنسان سارا سال نعمتِ اِلٰہی پر خدا کی ذات کریمہ کا شکر ادا کرتا

رہتا ہے لیکن جب گردشِ اَیام سے وہ دن دوبارہ آتا ہے جس میں من حیث القوم اس پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور مذکورہ نعمت اس کے شریک حال ہوئی تو خوشی کی کیفیات خود بخود جشن کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ قرآن مجید میں جا بجا اس کا تذکرہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کو فرعونی ظلم وستم اور اس کی چیرہ دستیوں سے آزادی ملی اور وہ نیل کی طوفانی موجوں سے محفوظ ہوکر وادیٔ سینا میں پہنچے تو وہاں ان کا سامنا شدید گرمی اور تیز چلچلاتی دھوپ سے ہوا تو ان پر بادلوں کا سائبان کھڑا کر دیا گیا۔ یہ ایک ایسی نعمت تھی جس کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى.

(البقرة، ۲: ۵۷)

”اور (یاد کرو) جب (تم فرعون کے غرق ہونے کے بعد شام کو روانہ ہوئے اور وادیٔ تِیہ میں سرگرداں پھر رہے تھے تو) ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیے رکھا اور ہم نے تم پر مَنّ وسلوٰی اتارا۔“

قرآن مجید نے دیگر مقامات پر خاص خاص نعمتوں کا ذکر کرکے ان ایام کے حوالے سے انہیں یاد رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پھر نعمتوں پر خوشی ومسرت کا اظہار کرنا سنت انبیاء علیہم السلام بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لیے نعمتِ مائدہ طلب کی تو اپنے ربّ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے:

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ. (المائدة، ٥: ١١٤)

’’اے ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے خوانِ (نعمت) نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید (یعنی خوشی کا دن) ہوجائے ہمارے اگلوں کے لیے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لیے (بھی) اور (وہ خوان) تیری طرف سے (تیری قدرتِ کاملہ کی) نشانی ہو۔‘‘

قرآن مجید نے اس آیہ کریمہ کے ذریعے اپنے نبی کے حوالے سے اُمتِ مسلمہ کو یہ تصور دیا ہے کہ جس دن نعمتِ الٰہی کا نزول ہو اس دن جشن منانا شکرانۂ نعمت کی مستحسن صورت ہے۔ اِس آیت سے یہ مفہوم بھی مترشح ہے کہ کسی نعمت کے حصول پر خوشی وہی مناتے ہیں جن کے دل میں اپنے نبی کی محبت جاگزیں ہوتی ہے اور وہ اِس کے اِظہار میں نبی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر شکر بجالانے کا ایک معروف طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان حصولِ نعمت پر خوشی کا اظہار کرنے کے ساتھ اس کا دوسروں کے سامنے ذکر بھی کرتا رہے کہ یہ بھی شکرانۂ نعمت کی ایک صورت ہے اور ایسا کرنا قرآن حکیم کے اس ارشاد سے ثابت ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ (الضحی، ٩٣: ١١)

’’اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریں○‘‘

اِس میں پہلے ذکرِ نعمت کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو دل

وجان سے یاد رکھا جائے اور زبان سے اس کا ذکر کیا جائے لیکن یہ ذکر کسی اور کے لیے نہیں فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ اس کے بعد تحدیثِ نعمت کا حکم دیا کہ کھلے بندوں مخلوقِ خدا کے سامنے اس کو یوں بیان کیا جائے کہ نعمت کی اَہمیت لوگوں پر عیاں ہو جائے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ ذکر کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور تحدیثِ نعمت کا تعلق مخلوق سے ہے کیوں کہ اس کا زیادہ سے زیادہ لوگوں میں چرچا کیا جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ○

(البقرة، ۲: ۱۵۲)

''سوتم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور (میری نعمتوں کا) اِنکار نہ کیا کرو○''

اس آیۂ کریمہ میں تلقین کی گئی ہے کہ خالی ذکر ہی نہ کرتے رہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر شکرانے کے ساتھ اس انداز میں کرو کہ مخلوقِ خدا میں اس کا خوب چرچا ہو۔ اس پر مستزاد اظہارِ تشکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نعمت پر خوشی کا اظہار جشن اور عید کی صورت میں کیا جائے۔ اُمَمِ سابقہ بھی جس دن کوئی نعمت اُنہیں میسر آتی اس دن کو بطورِ عید مناتی تھیں۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے جس میں وہ بارگاہِ اِلٰہی میں یوں ملتجی ہوتے ہیں:

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

وَاٰخِرِنَا. (المائدة، ٥: ١١٤)

’’اے ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے خوانِ (نعمت) نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید (یعنی خوشی کا دن) ہوجائے ہمارے اگلوں کے لیے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لیے (بھی)۔‘‘

یہاں مائدہ جیسی عارضی نعمت پر عید منانے کا ذکر ہے۔ عیسائی لوگ آج تک اتوار کے دن اس نعمت کے حصول پر بطور شکرانہ عید مناتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے لمحۂ فکر یہ ہے کہ کیا نزولِ مائدہ جیسی نعمت کی ولادت و بعثتِ مصطفیٰ ﷺ سے کوئی نسبت ہوسکتی ہے؟ اس نعمتِ عظمیٰ پر تو مائدہ جیسی کروڑوں نعمتیں نثار کی جاسکتی ہیں۔

’صحیح بخاری‘ اور ’صحیح مسلم‘ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ متفق علیہ روایت موجود ہے کہ جب ایک یہودی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ جس دن آیت - اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ - نازل ہوئی اس دن کو بطور عید مناتے ہیں؟ اگر ہماری تورات میں ایسی آیت اترتی تو ہم اسے ضرور یومِ عید بنا لیتے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس دن اور جگہ کو جہاں یہ آیت اتری تھی خوب پہچانتے ہیں۔ یہ آیت یومِ حج اور یومِ جمعۃ المبارک کو میدانِ عرفات میں اتری تھی اور ہمارے لیے یہ دونوں دن عید کے دن ہیں۔

اس پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر تکمیلِ دین کی آیت کے نزول کا دن بطورِ عید منانے کا جواز ہے تو جس دن خود محسنِ انسانیت ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے

اسے بطور عید میلاد کیوں نہیں منایا جاسکتا؟ یہی سوال فضیلتِ یومِ جمعہ کے باب میں اَربابِ فکر و نظر کو غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

رِوایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کر کے ضیافت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ نے بعد اَز بعثت اپنا عقیقہ کیا۔ اس پر امام سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) کا اِستدلال ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا عقیقہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب آپ کی ولادت کے سات دن بعد کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں صرف ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے یہ ضیافت اپنے میلاد کے لیے دی تھی، عقیقہ کے لیے نہیں۔

کائنات میں حضور ﷺ سے بڑی نعمتِ اِلٰہیہ کا تصور بھی محال ہے۔ اس پر جو غیر معمولی خوشی اور سرور و اِنبساط کا اظہار کیا گیا اس کا کچھ اندازہ کتبِ سیر و تاریخ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں فضائل و شمائل اور خصائص کے حوالے سے بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت مبارکہ پر خوشی منائی۔

روایات شاہد ہیں کہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کا پورا سال نادر الوقوع مظاہر اور محیر العقول واقعات کا سال تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہا یہاں تک کہ وہ سعید ساعتیں جن کا صدیوں سے انتظار تھا گردشِ ماہ و سال کی کروٹیں بدلتے بدلتے اس لمحۂ منتظر میں سمٹ آئیں جس میں خالق کائنات کے

بہترین شاہکار کو منصۂ شہود پر بالآخر اپنے سرمدی حسن و جمال کے ساتھ جلوہ گر ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دنیا میں آمد کے موقع پر اِس قدر چراغاں کیا کہ شرق تا غرب سارے آفاق روشن ہو گئے۔ متعدد کتب احادیث میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کی والدہ نے اُن سے بیان کیا: ’’جب ولادتِ نبوی ﷺ کا وقت آیا تو میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے آسمان سے نیچے ڈھلک کر قریب ہو رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔ پھر جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو سیدہ آمنہ سے ایسا نور نکلا جس سے پورا گھر جس میں ہم تھے اور حویلی جگمگ کرنے لگی اور مجھے ہر ایک شے میں نور ہی نور نظر آیا۔‘‘

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی نبوتِ مبارکہ کی شروعات کیسے ہوئی؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اور (میری ولادت کے وقت) میری والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ اُن کے جسمِ اَطہر سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔‘‘ (مسند احمد)

حضرت آمنہ اپنے عظیم نونہال کے واقعاتِ ولادت بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: ’’جب سرورِ کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہوگئے۔‘‘ (طبقات ابن سعد)

ایک روایت میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وقتِ ولادت اُن سے

ایسا نور خارِج ہوا جس کی ضوء پاشیوں سے اُن کی نگاہوں پر شام میں بصریٰ کے محلات اور بازار روشن ہوگئے یہاں تک اُنہوں نے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنیں بھی دیکھ لیں۔ (طبقات ابن سعد)

احادیث میں یوم عاشورہ کے حوالے سے جشنِ میلاد کو عید مسرت کے طور پر منانے پر محدثین نے استدلال کیا ہے۔ یوم عاشورہ کو یہودی مناتے ہیں اور یہ وہ دن ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے جبر و استبداد سے نجات ملی۔ اس طرح یہ دن ان کے لیے یوم فتح اور آزادی کا دن ہے جس میں وہ بطور شکرانہ روزہ رکھتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ متفق علیہ روایات میں ہے کہ ہجرت کے بعد جب حضور ﷺ نے یہود مدینہ کا یہ عمل دیکھا تو فرمایا: موسیٰ پر میرا حق نبی ہونے کے ناتے ان سے زیادہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عاشورا کے دن اِظہارِ تشکر کے طور پر خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ اس پر بھی بہت سی روایات ہیں جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر یہود اپنے پیغمبر کی فتح اور اپنی آزادی کا دن جشن عید کے طور پر منا سکتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو بدرجہ اولیٰ اس کا حق پہنچتا ہے کہ ہم حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت کا جشن مثالی جوش و خروش سے منائیں جو اللہ کا فضل اور رحمت بن کر پوری نسل انسانیت کو ہر قسم کے مظالم اور ناانصافیوں سے نجات دلانے کے لیے اس دنیا میں تشریف لائے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ.

(الأعراف، ٧: ١٥٧)

''اور اُن سے اُن کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود) - جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلط) تھے - ساقط فرماتے (اور اُنہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔''

آخری بات یہ کہ اِس کائناتِ اَرضی میں ایک مومن کے لیے سب سے بڑی خوشی اِس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کا ماہِ ولادت آئے تو اسے یوں محسوس ہونے لگے کہ کائنات کی ساری خوشیاں ہیچ ہیں اور اس کے لیے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی ہی حقیقی خوشی ہے۔ جس طرح اُمم سابقہ پر اس سے بدرجہا کم تر احسان اور نعمت عطا ہونے کی صورت میں واجب کیا گیا تھا جب کہ ان امتوں پر جو نعمت ہوئی وہ عارضی اور وقتی تھی اس کے مقابلے میں جو دائمی اور اَبدی نعمتِ عظمیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کے ظہورِ قدسی کی صورت میں اُمتِ مسلمہ پر ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ بدرجہ اَتم سراپا تشکر و امتنان بن جائے اور اظہارِ خوشی و مسرت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

قرآن مجید نے بڑے بلیغ انداز سے جملہ نوع انسانی کو اس نعمت اور فضل و رحمت کو یاد رکھنے کا حکم دیا ہے جو محسنِ انسانیت پیغمبر رحمت حضور نبی اکرم ﷺ کی صورت میں انہیں عطا ہوئی اور جس نے ان اندھیروں کو چاک کر دیا جو صدیوں سے شبِ تاریک کی طرح ان پر مسلط تھے اور نفرت و بغض کی وہ دیواریں گرا دیں جو انہیں قبیلوں اور گروہوں میں منقسم کیے ہوئے تھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا. (آل عمران، ۳: ۱۰۳)

''اور اپنے اوپر (کی گئی) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔''

ان ٹوٹے ہوئے دلوں کو پھر سے جوڑنا اور گروہوں میں بٹی ہوئی انسانیت کو رشتہ اُخوت و محبت میں پرو دینا اتنا بڑا واقعہ ہے جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانا اور شکرِ اِلٰہی بجا لانا اُمتِ مسلمہ پر سب خوشیوں سے بڑھ کر واجب کا درجہ رکھتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے اِس مجموعہ حدیث میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اور اس پر اِظہارِ مسرت کے حوالے سے احادیث مبارکہ مع ترجمہ و تخریج اور ضروری شرح درج کی گئی ہیں۔ دعا ہے کہ یہ مجموعہ احادیث اَہل اِیمان کے دلوں میں محبت و عشق رسول کی ضیاء باریوں میں مزید اِضافہ کرے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

(حافظ ظہیر اَحمد اِلاسنادی)
رِیسرچ اسکالر، فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْآيَاتُ الْقُرْآنِيَّةُ

١. قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۝ (یونس، ١٠: ٥٨)

’’فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۝‘‘

٢. لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝ (آل عمران، ٣: ١٦٤)

’’بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی

میں تھے۝‘‘

۳. يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۝ (النساء، ٤ : ١٧٤)

’’اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ذاتِ محمدی ﷺ کی صورت میں ذاتِ حق جل مجدہٗ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیلِ قاطع آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نُور (بھی) اُتار دیا ہے۝‘‘

٤. يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۝ (المائدة، ٥ : ١٥-١٦)

’’اے اہلِ کتاب! بے شک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے ہیں جو تمہارے لیے بہت سی ایسی باتیں (واضح طور پر) ظاہر فرماتے ہیں جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور (تمہاری) بہت سی باتوں سے درگزر (بھی) فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)۝‘‘

۵. قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ج وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ○ (المائدة، ۵: ۱۱۴)

''عیسٰی ابن مریم نے عرض کیا: اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پرآسمان سے خوانِ (نعمت) نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید ہوجائے ہمارے اگلوں کے لیے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لیے (بھی) اور (وہ خوان) تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق عطا کر! اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے○''

۶. وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا○

(مریم، ۱۹: ۱۵)

''اور یحیٰی پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے○''

۷. وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا○

(مریم، ۱۹: ۳۳)

''اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن، اور میری وفات کے دن، اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا○''

۸. وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌo

(الصف، ٦١: ٦)

''اور (وہ وقت بھی یاد کیجیے) جب عیسٰی بن مریم (علیہما السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل! بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اُس رسولِ (معظّم ﷺ کی آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (ﷺ) ہے، پھر جب وہ (رسولِ آخر الزماں ﷺ) واضح نشانیاں لے کر اُن کے پاس تشریف لے آئے تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہےo''

۹. لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَo

(البلد، ۹۰: ۱۔۳)

''میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوںo(اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ (اے حبیبِ مکرّم! آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم علیہما السلام) کی قَسم اور (ان کی) قَسم جن کی ولادت ہوئیo''

اَلْأَحَادِيْثُ النَّبَوِيَّةُ

١. عَنْ عُرْوَةَ في رواية طويلة قَالَ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ، كَانَ أَبُوْ لَهَبٍ أَعْتَقَهَا، فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيْبَةٍ، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيْتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْمَرْوَزِيُّ.

’’حضرت عروہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی

١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب النكاح، باب وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم، ٥/١٩٦١، الرقم: ٤٨١٣، وعبد الرزاق في المصنف، ٧/٤٧٨، الرقم: ١٣٩٥٥، وأيضًا، ٩/٢٦، الرقم: ١٦٣٥٠، والمروزي في السنة/٨٢، الرقم: ٢٩٠، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/١٠٨، وابن أبي الدنيا في المنامات، بإسناد حسن/١٥٤، الرقم: ٢٦٣، والبيهقي في السنن الكبرى، ٧/١٦٢، الرقم: ١٣٧٠١، وأيضًا في شعب الإيمان، ١/٢٦١، الرقم: ٢٨١، وأيضًا في دلائل النبوة، ١/١٤٩، والبغوي في شرح السنة، ٩/٧٦، الرقم: ٢٢٨٢۔

لونڈی تھی اور ابو لہب نے اُسے آزاد کر دیا تھا، اُس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابو لہب مر گیا تو اُس کے اہل خانہ میں سے کسی کے خواب میں وہ نہایت بری حالت میں دکھایا گیا۔ اس (دیکھنے والے) نے اُس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابو لہب نے کہا: میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اِس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ ہاں مجھے (اُس عمل کی جزا کے طور پر) اس (انگلی) سے قدرے سیراب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے (محمد ﷺ کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔‘‘

اِسے امام بخاری، عبد الرزاق اور مروزی نے روایت کیا ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي الْفَتْحِ: وَذَكَرَ السُّهَيْلِيُّ أَنَّ الْعَبَّاسَ ﷺ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ: مَا لَقِيْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ. قَالَ: وَذَالِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهٖ فَأَعْتَقَهَا.(١)

’’حافظ (ابن حجر) عسقلانی نے امام سہیلی کے حوالے سے فتح الباری میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں: ابولہب مر

(١) ذكره العسقلاني في فتح الباري، ٩/١٤٥۔

گیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن جب پیر کا دن آتا ہے۔ تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ہوئی تھی اور جب ثویبہ نے اس روز ابو لہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی خبر دی تو اس نے (ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔‘‘

قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجَزْرِيُّ فِي تَصْنِيْفِهِ ’عُرْفُ التَّعْرِيْفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ‘: فَإِذَا كَانَ أَبُوْ لَهَبٍ الْكَافِرُ الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّهِ جُوْزِيَ فِي النَّارِ بِفَرَحِهِ لَيْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ بِهِ، فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ يَسُرُّ بِمَوْلِدِهِ، وَبَذَلَ مَا تَصِلُ إِلَيْهِ قُدْرَتُهُ فِي مَحَبَّتِهِ ﷺ؟ لَعَمْرِي إِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاؤُهُ مِنَ اللهِ الْكَرِيْمِ أَنْ يُدْخِلَهُ بِفَضْلِهِ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ.(۱)

(۱) ذكره السيوطي في الحاوي للفتاوى/۲۰٦، وأيضًا في حسن المقصد في عمل المولد/٦٥-٦٦، والقسطلاني في المواهب ــ

’’حافظ شمس الدین محمد بن عبد اللہ جزری (م ٦٦٠ھ) اپنی تصنیف عرف التعریف بالمولد الشریف میں لکھتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں اُس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے۔ تو اُمتِ محمدیہ کے اُس مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت و عشق میں حسبِ اِستطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے حبیب مکرّم ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے۔‘‘

قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرِ الدِّيْنِ الدِّمَشْقِيُّ فِي تَصْنِيْفِهٖ 'مَوْرِدُ الصَّادِي فِي مَوْلِدِ الْهَادِي': قَدْ صَحَّ أَنَّ أَبَا لَهَبٍ يُخَفَّفُ عَنْهُ عَذَابُ النَّارِ فِي مِثْلِ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ لِإِعْتَاقِهٖ ثُوَيْبَةَ سُرُوْرًا بِمِيْلَادِ النَّبِيِّ ﷺ.

.... اللدنية، ١/١٤٧، والزرقاني في شرح المواهب اللدنية، ١/٢٦٠-٢٦١، والصالحي في سبل الهدى والرشاد، ١/٣٦٦-٣٦٧، والنبهاني في حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ/٢٣٧-٢٣٨.

إِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرٌ جَاءَ ذَمُّهٗ
وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدَا

أَتٰى أَنَّهٗ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا
يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِأَحْمَدَا

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِي طُوْلَ عُمْرِهٖ
بِأَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا(۱)

’’حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی (۷۷۷۔۸۴۲ھ) مورد الصادي في مولد الهادي میں فرماتے ہیں: یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلہ میں ہر پیر کے روز ابولہب کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ لہٰذا:

جب ابولہب جیسے کافر کے لیے - جس کی مذمت قرآن حکیم میں کی گئی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں اُس کے ہاتھ ٹوٹتے رہیں گے - حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد کی خوشی منانے کی وجہ سے ہر سوموار کو اُس

(۱) ذكره السيوطي في الحاوي للفتاوى/۲۰۶، وأيضًا في حسن المقصد في عمل المولد/٦٦، والنبهاني في حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ /۲۳۸۔

کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے، تو اس شخص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس نے اپنی ساری عمر حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد کی خوشی منائی اور توحید پر فوت ہوا۔‘‘(۱)

(۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸-۱۰۵۲ھ) اِسی روایت کا تذکرہ کرنے کے بعد ’مدارج النبوۃ (۲/۱۹)‘ لکھتے ہیں:

در اینجا سند است مر اهل موالید را که در شبِ میلاد آنحضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولهب که کافر بود، و قرآن بمذمت وے نازل شده، چوں بسرور میلاد آنحضرت ﷺ و بذل شیر جاریه وے بجهت آنحضرت ﷺ جزا داده شد تا حال مسلمان که مملوست بمحبت و سرور و بذل مال در وے چه باشد۔ ولیکن باید که از بدعتها که عوام احداث کرده انداز تغنی وآلات محرمه ومنکرات خالی باشد تا موجب حرمان اَز طریقه اِتباع نگردد۔

’’یہ روایت میلاد کے موقع پر خوشی منانے اور مال صدقہ کرنے والوں کے لیے دلیل اور سند ہے۔ ابولہب جس کی مذمت میں ایک مکمل قرآنی سورت نازل ہوئی جب وہ حضور ﷺ کی —

٢. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذَالِكَ، فَقَالُوْا: هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْفَرَ اللهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِي إِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ

........ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو اس مسلمان کی خوش نصیبی کا کیا عالم ہوگا جو اپنے دل میں موجزن محبتِ رسول ﷺ کی وجہ سے ولادتِ مصطفیٰ کے دن مسرت اور عقیدت کا اظہار کرے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ (یہ اظہارِ مسرت اور عقیدت) ان بدعات سے پاک ہو جنہیں عوام الناس نے گھڑ لیا ہے جیسے موسیقی اور حرام آلات اور اسی طرح کے دیگر ممنوعات، تاکہ اتباعِ رسول ﷺ کے راستے سے محرومی کا باعث نہ بنے۔''

٢: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة، ٣/١٤٣٤، الرقم: ٣٧٢٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ٢/٧٩٥، الرقم: ١١٣٠، وأبو داود في السنن، كتاب الصوم، باب في صوم يوم عاشوراء، ٢/٣٢٦، الرقم: ٢٤٤٤، وابن ماجه في السنن، كتاب الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ١/٥٥٢، الرقم: ١٧٣٤۔

نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ. ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ پس ان سے اس کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ و نصرت عطا فرمائی تو ہم اِس عظیم کامیابی کی تعظیم و تکریم بجا لانے کے لیے اِس دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے (خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔‘‘

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٣. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا هٰذَا الْيَوْمُ

٣: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: وهل أتاك حديث موسى، ٣/١٢٤٤، الرقم: ٣٢١٦، ومسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ٢/٧٩٦، الرقم: (٢)١١٣٠، وابن ماجه في السنن، كتاب الصيام، باب ـــ

الَّذِي تَصُوْمُوْنَهُ؟ فَقَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ، فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا، فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ. فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا: یہ کون سا (خاص) دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: یہ بہت عظیم دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس میں موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات عطا کی جب کہ فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اُس دن کا روزہ رکھا، لہٰذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری نسبت ہم موسیٰ کے زیادہ حق دار اور قریبی ہیں۔ پس اُس دن رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی) اُس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

------- صيام يوم عاشوراء، ۱/۵۵۲، الرقم: ۱۷۳٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ۱/۳۳٦، الرقم: ۳۱۱۲۔

٤. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى. قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ. فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُن سے اُس دن روزہ رکھنے کا سبب دریافت فرمایا تو اُنہوں نے جواب دیا: یہ دن (ہمارے لیے) متبرک ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی (یہ ہمارا یومِ آزادی اور یومِ نجات ہے)۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس دن روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے زیادہ موسیٰ کا حق دار میں ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ

٤: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصوم، باب صيام يوم عاشوراء، ٢/٧٠٤، الرقم: ١٩٠٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٢٩١، الرقم: ٢٦٤٤، وأبو يعلى في المسند، ٤/٤٤١، الرقم: ٢٥٦٧۔

نے اس دن کا روزہ رکھا اور (صحابہ کرام ﷺ کو بھی) اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔'' اِسے امام بخاری، احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

٥. عَنْ أَبِي مُوْسٰی ﷺ قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

''حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ فرماتے ہیں: یوم عاشورہ کو یہود یومِ عید شمار کرتے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے (مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے) فرمایا: تم ضرور اس دن روزہ رکھا کرو۔'' اِسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

٦. عَنْ أَبِي مُوْسٰی ﷺ قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَتَتَّخِذُهُ عِيْدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صُوْمُوْهُ أَنْتُمْ.

٥: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصوم، باب صيام يوم عاشوراء، ٢/٧٠٤-٧٠٥، الرقم: ١٩٠١۔

٦: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ٢/٧٩٦، الرقم: (١)١١٣١، والنسائي في السنن الكبرى، ٢/١٥٩، الرقم: ٢٨٤٨، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٢/١٣٣، الرقم: ٣٢١٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ٤/٢٨٩، الرقم: ٨١٩٧۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ.

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہود یوم عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اُسے عید کے طور پر مناتے تھے۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ نے (مسلمانوں کو) حکم دیا کہ تم بھی اِس دن روزہ رکھو۔''

اِسے امام مسلم، نسائی اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

٧. عَنْ أَبِي مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ يَتَّخِذُوْنَهُ عِيْدًا وَيُلْبِسُوْنَ نِسَاءَهُمْ فِيْهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہلِ خیبر یوم عاشور کا روزہ رکھتے اور اُسے عید کے طور پر مناتے تھے۔ اُس دن وہ اپنی عورتوں کو خوب زیورات پہناتے اور اُن کا بناؤ سنگھار کرتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (مسلمانوں سے) فرمایا: تم بھی اُس دن روزہ رکھا کرو۔'' اِسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

٨. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأُنَاسٍ مِنَ الْيَهُوْدِ قَدْ

٧: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ٢/٧٩٦، الرقم: ١١٣١ـ

٨: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٣٥٩ـ٣٦٠، الرقم: ٨٧٠٢، والعسقلاني في فتح الباري، ٤/٢٤٧ـ

صَامُوْا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا مِنَ الصَّوْمِ؟ قَالُوْا: هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي نَجَّى اللّٰهُ مُوْسٰى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْغَرَقِ، وَغَرَّقَ فِيْهِ فِرْعَوْنَ، وَهٰذَا يَوْمٌ اسْتَوَتْ فِيْهِ السَّفِيْنَةُ عَلَى الْجُوْدِيِّ، فَصَامَهُ نُوْحٌ وَمُوْسٰى شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى وَأَحَقُّ بِصَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ. فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالصَّوْمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ یہود کے چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو کہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا: یہ کس چیز کا روزہ ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو دریا میں غرق ہونے سے بچایا اور فرعون کو غرق کر دیا اور یہ وہ دن ہے جس میں جودی پہاڑ پر کشتی ٹھہری تو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔ اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں حضرت موسیٰ کا زیادہ حق دار ہوں اور میں اِس دن روزہ رکھنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اُس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔‘‘ اِسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

وَقَدْ سُئِلَ شَيْخُ الإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أَبُو الْفَضْلِ ابْنُ حَجَرٍ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ، فَأَجَابَ بِمَا نَصُّهُ: قَالَ: وَقَدْ ظَهَرَ

لِي تَخْرِيْجُهَا عَلٰى أَصْلٍ ثَابِتٍ، وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوْا: هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللّٰهُ فِيْهِ فِرْعَوْنَ، وَنَجّٰى مُوْسٰى، فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ شُكْرًا ِللهِ تَعَالٰى.

فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ ِللهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ، أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ، وَيُعَادُ ذَالِكَ فِي نَظِيْرِ ذَالِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ.

وَالشُّكْرُ ِللهِ تَعَالٰى يُحْصَلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ كَالسُّجُوْدِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوْزِ هٰذَا النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي هُوَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ.(١)

(١) ذكره السيوطي في حسن المقصد في عمل المولد/ ٦٣، وأيضًا في الحاوي للفتاوى/٢٠٥-٢٠٦، والصالحي في سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ﷺ، ١/٣٦٦، والزرقاني في شرح ـــ

''شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے حوالہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کا جواب کچھ یوں دیا: 'میرے نزدیک یومِ میلاد النبی ﷺ منانے کی اَساسی دلیل وہ روایت ہے جسے ''صحیحین'' میں روایت کیا گیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو یومِ عاشور کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، سو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لانے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔

''اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اِحسان و اِنعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔

''اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوتِ قرآن و دیگر عبادات کے ذریعہ بجا لایا جا سکتا ہے اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ

-------- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ١/٢٦٣، وأحمد بن زيني دحلان في السيرة النبوية، ١/٥٤، والنبهاني في حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ/٢٣٧۔

کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لیے اس دن ضرور شکر بجا لانا چاہیے۔‘‘

٩. عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيْهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: اہلِ عرب رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل یومِ عاشور کا روزہ رکھتے تھے کیوں کہ اُس دن کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کر دیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو اِس دن روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھ لے، اور جو ترک کرنا چاہے وہ ترک کر دے۔‘‘

اِسے امام بخاری، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٩: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب قول الله: جعل الله الكعبة البيت الحرام، ٢/٥٧٨، الرقم: ١٥١٥، والطبراني في المعجم الأوسط، ٧/٢٧٨، الرقم: ٧٤٩٥، والبيهقي في السنن الكبرى، ٥/١٥٩، الرقم ٩٥١٣۔

قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: فَإِنَّهٗ يُفِيْدُ أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ كَانُوْا يُعَظِّمُوْنَ الْكَعْبَةَ قَدِيْمًا بِالسُّتُوْرِ وَيَقُوْمُوْنَ بِهَا.(۱)

''حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (اِس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے) فرمایا: اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت سے ہی وہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اُس کی تعظیم کرتے تھے، اور اُس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔''

وَقَالَ أَيْضًا: أَمَّا صِيَامُ قُرَيْشٍ لِعَاشُوْرَاءَ فَلَعَلَّهُمْ تَلَقَّوْهُ مِنَ الشَّرْعِ السَّالِفِ، وَلِهٰذَا كَانُوْا يُعَظِّمُوْنَهٗ بِكِسْوَةِ الْكَعْبَةِ فِيْهِ.(۲)

''حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ایک اور مقام پر (قریش کے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں: یومِ عاشور کو قریش کا روزہ رکھنے کا سبب یہ تھا کہ شاید اُنہوں نے گزشتہ شریعت سے اس کو پایا ہو، اور اِسی لیے وہ اس دن کی تعظیم کعبہ پر غلاف چڑھا کر کیا کرتے تھے۔''

(۱) ذكره العسقلاني في فتح الباري، ۳/ ٤٥٥

(۲) ذكره العسقلاني في فتح الباري، ٤/ ٢٤٦

١٠. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَالِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا، قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة، ٥:٣]، قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذَالِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٠: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، ١/٢٥، الرقم: ٤٥، وأيضًا في كتاب المغازي باب حجة الوداع، ٤/١٦٠٠، الرقم: ٤١٤٥، وأيضًا في كتاب تفسير القرآن، باب قوله: اليوم أكملت لكم دينكم، ٤/١٦٨٣، الرقم: ٤٣٣٠، وأيضًا في كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، ٦/٢٦٥٣، الرقم: ٦٨٤٠، ومسلم في الصحيح، كتاب التفسير، ٤/٢٣١٣، الرقم: ٣٠١٧، والترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب من سورة المائدة، ٥/٢٥٠، الرقم: ٣٠٤٣، والنسائي في السنن، كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان، ٨/١١٤، الرقم: ٥٠١٢۔

’’حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت ہے: ایک یہودی نے اُن سے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ آیت ہم گروہِ یہود پر اُترتی تو ہم اس کے نزول کا دن عید بنا لیتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کون سی آیت؟ اُس نے کہا: ﴿آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بہ طورِ) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا﴾۔ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: جس دن اور جس جگہ یہ آیت حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہم اس کو پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ اُس وقت جمعہ کے دن عرفات کے مقام پر کھڑے تھے۔‘‘ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

١١. عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ

١١: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ١/٢٧٥، الرقم: ١٠٤٧، وأيضًا في كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، ٢/٨٨، الرقم: ١٥٣١، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤/٨، الرقم: ١٦٢٠٧، والنسائي في السنن، كتاب الجمعة، باب بإكثار الصلاة على النبي ﷺ يوم الجمعة، ٣/٩١، الرقم: ١٣٧٤، وأيضًا في السنن الكبرى، ١/٥١٩، الرقم: ١٦٦٦، وابن ماجه في السنن، كتاب إقامة الصلاة، باب في فضل الجمعة، ١/٣٤٥، الرقم: ١٠٨٥، وابن خزيمة في الصحيح، ٣/١١٨، الرقم: ١٧٣٣ـ ١٧٣٤، وابن ــ

أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: بَلِيْتَ. قَالَ: إِنَّ اللهَ ﷻ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.

.... حبان في الصحيح، ٣/١٩٠، الرقم: ٩١٠، والدارمي في السنن، ١/٤٤٥، الرقم: ١٥٧٢، وابن أبي شيبة في المصنف، ٢/٢٥٣، الرقم: ٨٦٩٧، والحاكم في المستدرك، ١/٤١٣، الرقم: ١٠٢٩، والطبراني في المعجم الأوسط، ٥/٩٧، الرقم: ٤٧٨٠، وأيضًا في المعجم الكبير، ١/٢٦١، الرقم: ٥٨٩، والبزار في المسند، ٨/٤١١، الرقم: ٣٤٨٥، والبيهقي في السنن الصغرى، ١/٣٧١، الرقم: ٦٣٤، وأيضًا في السنن الكبرى، ٣/٢٤٨، الرقم: ٥٧٨٩، وأيضًا في شعب الإيمان، ٣/١٠٩، الرقم: ٣٠٢٩، وأيضًا في فضائل الأوقات، ١/٤٩٧، ٢٧٥، والجهضمي في فضل الصلاة على النبي ﷺ، ١/٣٧، الرقم: ٢٢، والوادياشي في تحفة المحتاج، ١/٥٢٤، الرقم: ٦٦١، والعسقلاني في فتح الباري، ١١/٣٧٠، والعجلوني في كشف الخفاء، ١/١٩٠، الرقم: ٥٠١۔

وفي رواية: فَقَالَ: إِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَامَنَا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارِمِيُّ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ. وَقَالَ الْوَادِيَاشِيُّ: صَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ. وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ. وَقَالَ الْعَجْلُوْنِيُّ: رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: تَفَرَّدَ بِهِ أَبُوْ دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ النَّوَوِيُّ فِي الْأَذْكَارِ.

’’حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُسی دن انہوں نے وفات پائی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیوں کہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ کا جسدِ مبارک تو خاک میں مل چکا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو (کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام کر دیا ہے۔‘‘

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ بزرگ و برتر

نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ ہمارے جسموں کو کھائے۔‘‘

اِس حدیث کو امام اَحمد، ابو داود نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ امام وادیاشی نے فرمایا: اِسے امام ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ عسقلانی نے فرمایا: اِسے امام ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام عجلونی نے فرمایا: اِسے امام بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٢. عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ

١٢: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب في فضل الجمعة، ١/٣٤٤، الرقم: ١٠٨٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٣٠، ٥/٢٨٤، الرقم: ٢٢٥١٠، وابن أبي شيبة في المصنف، ١/٤٧٧، الرقم: ٥٥١٦، والشافعي في المسند، ١/٧١، والبزار عن سعد بن عبادة ﷺ في المسند، ٩/١٩١، الرقم: ٣٧٣٨، وعبد بن حميد في المسند، ١/١٢٧، الرقم: ٣٠٩، والطبراني في المعجم الكبير، ٥/٣٣، الرقم: ٤٥١١، ٦/١٩، الرقم: ٥٣٧٦، والبخاري في التاريخ الكبير، ٤/٤٤، الرقم: ١٩١١۔

يَوْمِ الْأَضْحٰى، وَيَوْمِ الْفِطْرِ، فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ: خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَه وَاللَّفْظُ لَهُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ.

’’حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور باقی دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی عظمت عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑھ کر ہے (کیوں کہ) اس دن میں پانچ خصلتیں پائی جاتی ہیں: اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن انہیں وفات دی اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرے وہ اسے عطا فرماتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام چیز کا سوال نہیں کرتا، اور اسی دن قیامت بپا ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ اور سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو (کیوں کہ اس دن قیامت بپا ہوگی)۔‘‘

اسے امام احمد، ابن ماجہ نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور بخاری نے التاریخ

الکبیر میں بیان کیا ہے۔

١٣. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ: فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وفي رواية: أُنْزِلَتْ عَلَيَّ فِيْهِ النُّبُوَّةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

’’حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِسی روز میری ولادت ہوئی اور اِسی روز میرے اُوپر قرآن نازل کیا گیا۔‘‘

اِسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اِسی روز مجھے نبوت (یعنی بعثت) سے سرفراز کیا گیا۔‘‘ اِسے امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

١٤. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَاسْتُنْبِئَ

١٣: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب استحبابِ صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ٢/٨١٩، الرقم: ١١٦٢، وأحمد بن حنبل في المسند، ٥/٢٩٦، ٢٩٧، الرقم: ٢٢٥٩٠، ٢٢٥٩٤، والنسائي في السنن الكبرى، ٢/١٤٦، الرقم: ٢٧٧٧۔

١٤: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٢٧٧، الرقم: ٢٥٠٦، ـــ

يَوْمَ الاِثْنَيْنِ، وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ، وَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ، وَرَفَعَ الْحَجَرَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَفِيْهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ مِنْ أَهْلِ الصَّحِيْحِ.

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیر کے روز ولادت ہوئی، اور پیر کے روز ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرفِ نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے روز ہی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پیر کے روز ہی مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی اور حجر اسود اٹھانے کا واقعہ بھی پیر کے روز ہی ہوا۔‘‘

-------- وأيضًا في المسائل، ١/٥٩، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣/٦٧، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١/١٩٦، والطبري في جامع البيان، ٦/٨٤، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٢/١٤، والطبري في تاريخ الأمم والملوك، ٢/٥، ٢٤١، وابن كثير في البداية والنهاية، ٢/٢٦٠، ٣/١٧٧، والكلاعي في الاكتفاء، ٢/٤٥٣، والفاكهي في أخبار مكة، ٤/٦، الرقم: ٢٢٩٨، وابن عبد البر في الاستيعاب، ١/٤٧، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ٢/٤٧٣۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابن لھیعہ نامی راوی کے علاوہ دیگر رجال ثقہ اور صحیح حدیث کے رجال میں سے ہیں۔

١٥. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنہما قَالَا: وُلِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفِيْلِ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، وَفِيْهِ بُعِثَ، وَفِيْهِ عُرِجَ إِلَى السَّمَاءِ، وَفِيْهِ هَاجَرَ، وَفِيْهِ مَاتَ ﷺ. رَوَاهُ الْحَسَيْنُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْجَوْرَقَانِيُّ وَلَمْ يَجْرَحْهُ.

''حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی الله عنہما دونوں نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ عام الفیل، پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی، اور اسی روز آپ ﷺ کو شرفِ نبوت سے سرفراز کیا گیا اور اسی روز آپ ﷺ کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا (یعنی معراج کرائی گئی)، اور اسی دن آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی، اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔''

اسے امام حسین بن ابراہیم الجورقانی نے بغیر کسی جرح کے روایت کیا

١٥: أخرجه الحافظ أبو عبد الله الحسين ابن إبراهيم الجورقاني الهمذاني في الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير، كتاب الفضائل، باب فضل النبي ﷺ/٢٧، الرقم: ١٢٢ـ

ہے۔

وفي رواية: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ﷺ قَالَ: وُلِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ لِاثْنَتَي عَشَرَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.(١)

''حضرت محمد بن اسحاق ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے۔''

اسے امام حاکم، ابن حبان، ابن اسحاق اور بیہقی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٦. عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٢/٦٥٩، الرقم: ٤١٨٢، وابن حبان في الثقات، ١/١٥، والبيهقي في شعب الإيمان، ٢/١٣٥، الرقم: ١٣٨٧، وأيضًا في دلائل النبوة، ١/٧٤، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣/٧٣، وابن جرير في تاريخ الأمم والملوك، ١/٤٥٣، والكلاعي في الاكتفاء، ١/١٣١، وابن إسحاق في السيرة النبوية/٥٩١-٥٩٤، وابن هشام في السيرة النبوية، ١/٢٩٣-

١٦: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العيدين، باب سنة العيدين _

جَوَارِيَ الْأَنْصَارِ، تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ، قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَمَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ وَذَالِكَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وفي رواية لِمُسْلِمٍ: وَفِيْهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ.

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس انصار کی دو (نابالغ) لڑکیاں - انصار نے جنگ بُعاث میں جو بہادری دکھائی تھی - وہ بیان کر رہیں تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ یہ (پیشہ ور) گانے والی نہ تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی باجہ! اور یہ عید کے دن کی بات ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر!

.... لأهل الإسلام، ١/٣٢٤، الرقم: ٩٠٩، ومسلم في الصحيح، كتاب صلاة العيدين، باب الرفعة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ٢/٦٠٧، الرقم: ٨٩٢، وابن ماجه في السنن، كتاب النكاح، باب الغناء والدف، ١/٦١٢، الرقم: ١٨٩٨، وابن حبان في الصحيح، ١٣/١٨٠، ١٨٧، الرقم:٥٨٧١، ٥٨٧٧۔

ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔‘‘ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔‘‘

١٧. عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دَعْهُمَا، فَلَمَّا غَفَلَ، غَمَزْتُهُمَا، فَخَرَجَتَا، وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ، خَدِّي عَلٰى خَدِّهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: دُوْنَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ، حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ. قَالَ: حَسْبُكِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَاذْهَبِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٧: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، ١/٣٢٣، الرقم: ٩٠٧، ومسلم في الصحيح، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ٢/٦٠٩، الرقم: ٨٩٢، وأبو يعلى في المسند، ٨/٢٤٧، الرقم: ٤٨٢٩، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٠/٢١٨، والعسقلاني في فتح الباري، ٢/٤٤٣۔

قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي الْفَتْحِ: "وَقَالَتْ – أَي عَائِشَةُ –: كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ" فَتَبَيَّنَ بِهٰذَا أَنَّهُ مَوْصُوْلٌ كَالْأَوَّلِ. قَوْلُهُ: "يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ" فِي رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ الْمَذْكُوْرَةِ: "وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ." وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ مُعَلَّقَةٍ وَوَصَلَهَا مُسْلِمٌ "بِحِرَابِهِمْ" وَلِمُسْلِمٍ مِنْ رِوَايَةِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ: "جَاءَ حَبَشٌ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ"، قَالَ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ: هٰذَا السِّيَاقُ يُشْعِرُ بِأَنَّ عَادَتَهُمْ ذَالِكَ فِي كُلِّ عِيْدٍ، وَوَقَعَ فِي رِوَايَةِ ابْنِ حِبَّانَ: "لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْحَبَشَةِ، قَامُوْا يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ." وَهٰذَا يُشْعِرُ بِأَنَّ التَّرْخِيْصَ لَهُمْ فِي ذَالِكَ بِحَالِ الْقُدُوْمِ، وَلَا تُنَافِي بَيْنَهُمَا لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُوْنَ قُدُوْمُهُمْ صَادِفٌ يَوْمَ عِيْدٍ وَكَانَ مِنْ عَادَتِهِمُ اللَّعِبُ فِي الْأَعْيَادِ، فَفَعَلُوْا ذَالِكَ كَعَادَتِهِمْ ثُمَّ صَارُوْا يَلْعَبُوْنَ يَوْمَ كُلِّ عِيْدٍ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: "لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ فَرِحًا بِذَالِكَ لَعِبُوْا بِحِرَابِهِمْ." وَلَا شَكَّ أَنْ يَوْمَ قُدُوْمِهِ ﷺ كَانَ

عِنْدَهُمْ أَعْظَمَ مِنْ يَوْمِ الْعِيْدِ.

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کے ترانے گا رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر آرام فرما ہو گئے اور ان سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس شیطانی ساز! حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: (ابو بکر) انہیں چھوڑ دو۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ) جب حضرت ابو بکر کسی اور طرف متوجہ ہوئے تو میں نے لڑکیوں کو نکل جانے کا اشارہ کیا۔ وہ حبشیوں کی عید کا دن تھا جو ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلتے۔ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یا آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: (اے عائشہ! کیا) تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک پر تھا اور آپ ﷺ فرماتے رہے: اے بنو ارفدہ! اور دکھاؤ۔ یہاں تک کہ جب میں اُکتا گئی تو مجھ سے فرمایا: بس! تو میں نے عرض کیا: جی (یا رسول اللہ!)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ۔‘‘ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حافظ عسقلانیؒ ’’فتح الباری‘‘ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ’’وہ عید کا دن تھا۔‘‘ پس اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح موصول ہے جس میں ہے کہ ’’اس دن حبشہ

والے مسجد میں رقص کرتے'' اور امام زہری کی مذکورہ روایت میں ہے: ''اہل حبشہ مسجد میں کھیلتے'' اور انہوں (امام زہری) نے ایک روایت - جو امام مسلم سے متصل ہے - میں لفظ **بحرابهم** (اپنے جنگی ساز و سامان کے ساتھ) کا اضافہ کیا ہے اور امام مسلم کی روایت جو کہ حضرت ہشام کی اپنے والد سے ہے - میں یہ الفاظ آتے ہیں: **جَاءَ حَبَشٌ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ** کہ حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیلنے کے لیے آئے۔ امام محبّ الدین طبری نے بیان کیا کہ یہ سیاق بتلاتا ہے کہ ہر عید میں ان کی یہ عادت تھی کہ وہ مسجد میں (اپنے سامان حرب کے ساتھ) کھیلتے تھے۔ امام ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جب حبشہ کا وفد آیا، تو وہ مسجد میں (اپنے سامان حرب کے ساتھ) رقص کرنے لگے، اور یہ چیز بتلاتی ہے کہ انہیں اس کام کی اجازت وہاں آتے وقت ملی تھی۔ اور ان دونوں چیزوں میں مغایرت نہیں ہے کیوں کہ ممکن ہے ان کا وہاں آنا عید کے روز ہو، اور عیدوں میں کھیلنا ان کی عادت ہو، پس انہوں نے ایسا اپنی عادت کے مطابق کیا ہو، پھر وہ ہر عید کو ایسا کرنے لگے ہوں۔ اس چیز کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے، جسے امام ابو داود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو اہلِ حبشہ نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں اپنے سامان حرب کے ساتھ رقص کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ

تشریف آوری کا دن ان کے نزدیک (تمام خوشیوں اور) عید کے دنوں سے بڑھ کر تھا۔‘‘

١٨. عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهٖ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِذَالِكَ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَالْبُخَارِيُّ فِي الصَّغِيْرِ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

’’حضرت اَنس ﷺ نے بیان فرمایا: جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہلِ حبشہ نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشی مناتے ہوئے اپنے آلاتِ حرب کے ساتھ خوب کھیل کود (اور رقص) کیا۔‘‘

اس حدیث کو امام احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی اسناد صحیح ہے، اس کے علاوہ امام احمد اور بخاری نے التاریخ الصغیر میں اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

١٨: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/١٦١، الرقم: ١٢٦٧٠، وأبو داود في السنن، كتاب الأدب، باب في النهي عن الغناء، ٤/٢٨١، الرقم: ٤٩٢٣، والبخاري في التاريخ الصغير، ١/٨، الرقم: ١٥، وعبد بن حميد في المسند، ١/٣٧١، الرقم: ١٢٣٩، وأبو يعلى في المسند، ٦/١٧٧، الرقم: ٣٤٥٩۔

١٩. عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ، وَأَنَا أَطْلَعُ مِنْ خَوْخَةٍ لِي، فَدَنَا مِنِّي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى مَنْكِبِهٖ، وَجَعَلْتُ أَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بَنَاتُ أَرْفِدَةَ، فَمَا زِلْتُ، وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ، وَيَزْفِنُوْنَ (وفي رواية: يَرْقُصُوْنَ) حَتّٰى كُنْتُ أَنَا الَّتِي انْتَهَيْتُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ.

وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ وَيَزْفِنُوْنَ، وَالزَّفْنُ: الرَّقْصُ.

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے درآنحالیکہ حبشی کھیل رہے تھے، میں نے اپنے حجرہ کے دروازہ سے باہر جھانکا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب ہوئے، پس میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے مبارک کندھے پر رکھا اور (ان حبشیوں کو کھیلتے ہوئے) دیکھنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بناتِ اَرفدہ۔ پس میں انہیں دیکھتی رہی درآنحالیکہ وہ کھیل اور ناچ رہے تھے (اور ایک روایت میں ہے: وہ رقص کررہے تھے،) یہاں تک کہ میں نے خود ہی

١٩: أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ٥/٣٠٩، الرقم: ٨٩٥٨، والطبراني في المعجم الأوسط، ٩/١٢١، الرقم: ٩٣٠٣، والعسقلاني في تلخيص الحبير، ٤/٢٠٢، الرقم: ٢١٢٥، وابن الملقن في خلاصة البدر المنير، ٢/٤٤٣، الرقم: ٢٩١٧۔

دیکھنا ختم کر دیا (حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے منع نہیں فرمایا)۔‘‘

اس حدیث کو امام نسائی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ عسقلانی نے فرمایا: وہ کھیل رہے تھے اور رقص کر رہے تھے۔ زُفن کا مطلب ’رقص کرنا‘ ہے۔

۲۰. عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَائِشَةَ رضی الله عنهما قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ ...... فَتَلَقَّى النَّاسَ وَالْعَوَاتِقَ فَوْقَ الْجَاجِيْرِ، وَالصِّبْيَانُ وَالْوَلَائِدُ يَقُوْلُوْنَ:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا ِللهِ دَاعِ

وَأَخَذَتِ الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ لِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

۲۰: أخرجه ابن حبان في الثقات، ۱/۱۳۱، وابن عبد البر في التمهيد، ۱٤/۸۲، والعسقلاني في فتح الباري، ۷/۲٦۱، ۸/۱۲۹، والعيني في عمدة القاري، ۱۷/٦۰، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ۱/٤۸۰۔

فَرَحًا بِذَالِكَ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ وَمُحِبُّ الدِّيْنِ الطَّبَرِيُّ.

’’حضرت عبید اللہ بن عائشہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے ...... تو آپ ﷺ نے لوگوں اور عورتوں کو (اپنے استقبال کے لیے) مکانوں کی چھتوں پر پایا جبکہ (مدینہ منورہ کے) بچے اور بچیاں یہ پڑھ رہے تھے:

’’ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند (یعنی چہرۂ والضحیٰ ﷺ) طلوع ہوگیا، اور ہم پر اس وقت تک شکر ادا کرتے رہنا واجب ہوگیا جب تک کوئی اﷲ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا دعوت دے رہا ہے (یعنی جب تک کوئی بھی خدا کا نام لینے والا باقی رہے گا)۔‘‘

رسول اﷲ ﷺ کی تشریف آوری کا جشن منانے کی خاطر حبشہ کے لوگ اپنے آلات حرب کے ساتھ رقص کرتے رہے۔‘‘

اس حدیث کو امام ابن حبان نے ’الثقات‘ میں، ابن عبد البر، عسقلانی اور محبّ طبری نے روایت کیا ہے۔

۲۱. عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَتِ الْحَبَشَةُ يَزْفِنُوْنَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَيَرْقُصُوْنَ، وَيَقُوْلُوْنَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالُوْا: يَقُوْلُوْنَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْمَقْدِسِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

''حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اہل حبشہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (اپنے آلاتِ حرب کے ساتھ) ناچ رہے اور رقص کررہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ (محمد ﷺ (اللہ تعالیٰ کے) برگزیدہ بندے ہیں)۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یہ کہہ رہے ہیں: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ (محمد ﷺ (اللہ تعالیٰ کے) برگزیدہ بندے ہیں)۔''

اس حدیث کو امام احمد اور مقدسی نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند صحیح ہے۔

۲۲. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ الْحَبَشَةَ كَانُوْا يَزْفِنُوْنَ بَيْنَ

۲۱: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۳/۱۵۲، الرقم: ۱۲۵۶۲، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ۵/۶۰، الرقم: ۱۶۸۰۔

۲۲: أخرجه ابن حبان في الصحيح، ۱۳/۱۷۹، الرقم: ۵۸۷۰،

يَدَي رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِكَلَامٍ لَا يَفْهَمُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْمَقْدِسِيُّ.

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ حبشہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رقص کر رہے تھے اور (اپنی زبان و لہجہ میں) کچھ کہہ رہے تھے جس کا معنی و مفہوم واضح نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ (محمد ﷺ (اللہ تعالیٰ کے) برگزیدہ بندے ہیں)۔''

اس حدیث کو امام ابن حبان اور مقدسی نے روایت کیا ہے۔

٢٣. عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْمَقْدِسِيُّ.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِعلانِ نبوت

.... والمقدسي في الأحاديث المختارة، ٥/٦٠، الرقم: ١٦٨١، والعسقلاني في فتح الباري، ٢/٤٤٤، والهيثمي في موارد الظمآن، ١/٤٩٣، الرقم: ٢٠١٢۔

٢٣: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٩/٣٠٠، الرقم: ١٩٠٥٦، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ٥/٢٠٥، الرقم: ١٨٣٣، ـــ

کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔‘‘ اِسے امام بیہقی اور مقدسی نے روایت کیا ہے۔

٢٤. وفي رواية: **عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْمَقْدِسِيُّ.**

’’حضرت انس ﷺ روایت کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے بعد از بعثت اپنا عقیقہ کیا۔‘‘ اِسے امام طبرانی اور مقدسی نے روایت کیا ہے۔

٢٥. وفي رواية: **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَقَّ عَنْهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ ﷺ بِكَبْشٍ. رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ.**

.... والنووي في تهذيب الأسماء واللغات، ٢/٥٥٧، الرقم: ٩٦٢، والعسقلاني في فتح الباري، ٩/٥٩٥، وأيضًا في تهذيب التهذيب، ٥/٣٤٠، الرقم: ٦٦١، والمزي في تهذيب الكمال، ١٦/٣٢، الرقم: ٣٥٢٣۔

٢٤: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ١/٢٩٨، الرقم: ٩٩٤، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ٥/٢٠٥، الرقم: ١٨٣٢، والروياني في المسند، ٢/٣٨٦، الرقم: ١٣٧١

٢٥: أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣/٣٢، والحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المامون، ١/١٢٨، والسيوطي في كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب، ١/١٣٤۔

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کر کے عقیقہ کیا۔‘‘ اِسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

قَالَ السُّيُوْطِيُّ: وَظَهَرَ لِي تَخْرِيْجُهٗ عَلٰى أَصْلٍ آخَرَ، وَهُوَ مَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ، عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ النُّبُوَّةِ. مَعَ أَنَّهٗ قَدْ وَرَدَ أَنَّ جَدَّهٗ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ عَقَّ عَنْهُ فِي سَابِعِ وِلَادَتِهٖ، وَالْعَقِيْقَةُ لَا تُعَادُ مَرَّةً ثَانِيَةً، فَيُحْمَلُ ذَالِكَ عَلٰى أَنَّ الَّذِي فَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِظْهَارًا لِلشُّكْرِ عَلٰى إِيْجَادِ اللهِ تَعَالٰى إِيَّاهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ وَتَشْرِيْفًا لِأُمَّتِهٖ، كَمَا كَانَ يُصَلِّي عَلٰى نَفْسِهٖ، لِذَالِكَ فَيَسْتَحِبُّ لَنَا أَيْضًا إِظْهَارُ الشُّكْرِ بِمَوْلِدِهٖ بِاجْتِمَاعِ الْإِخْوَانِ، وَإِطْعَامِ الطَّعَامِ، وَنَحْوَ ذَالِكَ مِنْ وُجُوْهِ الْقُرُبَاتِ، وَإِظْهَارِ الْمَسَرَّاتِ.(١)

’’امام سیوطیؒ نے فرمایا: یوم میلاد النبی ﷺ منانے کے حوالہ سے ایک اور

(١) ذكره السيوطي في حسن المقصد في عمل المولد/٦٤، ٦٥، وأيضًا في الحاوي للفتاوى/٢٠٦، والصالحي في سبل الهدى والرشاد، ١/٣٦٧، والزرقاني في شرح المواهب اللدنية، ـــ

دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے، جسے امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِعلانِ نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا باوُجود اس کے کہ آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ ﷺ کا عقیقہ کر چکے تھے اور عقیقہ دو (۲) بار نہیں کیا جاتا۔ پس یہ واقعہ اِسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین بنائے جانے اور اپنی اُمت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لیے خود عقیقہ کیا۔ اسی طرح ہمارے لیے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے یومِ ولادت پر خوشی کا اِظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات بجا لائیں اور خوشیوں کا اظہار کریں۔‘‘

۲۶. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ في رواية طويلة أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ، فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ

.... ۱/۲۶۳-۲۶۴، والنبهاني في حجة الله على العالمين/۲۳۷۔

۲۶: أخرجه النسائي في السنن، كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، ۱/۲۲۲، الرقم: ۴۵۰، والطبراني في مسند الشاميين، ۱/۱۹۴، الرقم: ۳۴۱، وأيضًا في المعجم الكبير، ۷/۲۸۳، الرقم: ۷۱۴۲، والبزار عن شداد بن أوس في المسند، ۸/۴۱۰، الرقم: ۳۴۸۴، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۱/۷۳، والعسقلاني في فتح الباري، ۷/۱۹۹۔

صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسٰى عليه السلام.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَزَّارُ.

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنا سفرِ معراج بیان کرتے ہوئے) فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے (بیت اللحم کے مقام پر) مجھ سے کہا: آپ براق سے اُتریے اور نماز پڑھیے۔ میں نے اُتر کر نماز ادا کی۔ تو اُنہوں نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ آپ نے بیت اللحم میں نماز ادا کی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔‘‘

اِسے امام نسائی، طبرانی اور بزار نے روایت کیا ہے۔

٢٧. عَنْ خُرَيْمِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنهما: يَا رَسُوْلَ اللهِ،

٢٧: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٤/٢١٣، الرقم: ٤١٦٧، والحاكم في المستدرك، ٣/٣٦٩، الرقم: ٥٤١٧، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ١/٣٦٤، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ٢/١٠٢، وابن الجوزي في صفوة الصفوة، ١/٥٣، وابن عبد البر في الاستيعاب، ٢/٤٤٧، الرقم: ٦٦٤، والعسقلاني في الإصابة، ٢/٢٧٤، الرقم: ٢٢٤٧، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٨/٢١٧، والخطابي في إصلاح غلط المحدثين، ١/١٠١، ـــ

إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَمْدَحَكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَاتِ لَا يَفْضُضِ اللهُ فَاكَ فَأَنْشَأَ الْعَبَّاسُ رضي الله عنه يَقُوْلُ:

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ
الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ
فَنَحْنُ فِي الضِّيَاءِ وَفِي
النُّوْرِ وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

’’حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے خدمتِ اقدس میں موجود تھے، حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی مدح و نعت پڑھنا چاہتا ہوں۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لاؤ مجھے سناؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے دانت صحیح و

.... الرقم: ٥٧، وابن قدامة في المغني، ١٠/١٧٦، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/٦٦، وابن كثير في البداية والنهاية (السيرة)، ٢/٢٥٨، والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٣/١٤٦، والحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المامون، ١/٩٢۔

سالم رکھے (یعنی تم اسی طرح کا عمدہ کلام پڑھتے رہو)۔ سو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھنا شروع کیا:

’’آپ وہ ذات ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو (آپ کے نور سے) ساری زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے اُفقِ عالم روشن ہو گیا۔ پس ہم آپ کی عطا کردہ روشنی اور آپ ہی کے نور میں ان ہدایت کی راہوں پر گامزن ہیں۔‘‘

اس حدیث کو امام طبرانی، حاکم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

٢٨. عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنِّي عِنْدَ اللهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ آدَمَ عليه السلام لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهِ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذَالِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ، وَبِشَارَةُ عِيْسٰى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي

٢٨-٢٩: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/١٢٧-١٢٨، الرقم: ١٦٧٠٠، ١٦٧١٢، وابن حبان في الصحيح، ١٤/٣١٣، الرقم: ٦٤٠٤، وابن أبي عاصم في السنة، ١/١٧٩، الرقم:٤٠٩، والبخاري في التاريخ الكبير، ٦/٦٨، الرقم: ١٧٣٦، والطبراني في المعجم الكبير، ١٨/٢٥٢، ٢٥٣، الرقم: ٦٢٩، ٦٣٠، والحاكم في المستدرك، ٢/٦٥٦، الرقم: ٤١٧٥، والبيهقي في شعب الإيمان، ٢/١٣٤، الرقم: ١٣٨٥۔

اَلَّتِي رَأَتْ وَكَذَالِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ تَرَيْنَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

٢٩. وفي رواية عنه: قَالَ: إِنِّي عَبْدُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فذكر مثله وزاد فيه: إِنَّ أُمَّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ.

''حضرت عرباض بن ساریہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس وقت سے آخری نبی لکھا جا چکا تھا جبکہ حضرت آدم ؑ ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تمہیں اس کی تاویل بتاتا ہوں: میں حضرت ابراہیم ؑ کی دعا (کا نتیجہ) ہوں اور حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت ہوں، اور اس کے علاوہ اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت سے پہلے دیکھا تھا اور انبیاء کرام کی مائیں اسی طرح کے خواب دیکھتی ہیں۔''

اِسے امام اَحمد نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور آخری نبی ہوں۔'' پھر راوی نے مذکورہ باب حدیث کی مثل حدیث بیان فرمائی اور اس میں یہ اضافہ کیا: ''بے شک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے وقت نور دیکھا جس سے شام کے محلات تک روشن ہو گئے۔''

اِسے امام اَحمد، ابن حبان، حاکم اور بخاری نے **التاریخ الکبیر** میں روایت کیا

ہے۔

٣٠. عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنِّي عِنْدَ اللهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهٖ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ تَأْوِيْلَ ذَالِكَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ، دَعَا: ﴿وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ﴾ [البقرة، ٢: ١٢٩]، وَبِشَارَةُ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ قَوْلُهٗ: ﴿وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَأْتِي مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ﴾، [الصف، ٦١: ٦]. وَرُؤْيَا أُمِّي رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّهَا وَضَعَتْ نُوْرًا أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ

٣٠: أخرجه ابن حبان في الصحيح، باب ذكر كتبه الله جل وعلا عنده محمدا ﷺ خاتم النبيين، ١٤/٣١٢، الرقم: ٦٤٠٤، والطبراني في المعجم الكبير، ١٨/٢٥٣، الرقم: ٦٣١، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٦/٤٠، وأيضًا في دلائل النبوة، ١/١٧، والحاكم في المستدرك، ٢/٦٥٦، الرقم: ٤١٧٤، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/١٤٩، والعسقلاني في فتح الباري، ٦/٥٨٣، والطبري في جامع البيان، ٦/٥٨٣، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ١/١٨٥، وأيضًا في البداية والنهاية، ٢/٣٢١، والهيثمي في موارد الظمآن، ١/٥١٢، الرقم: ٢٠٩٣، وأيضًا في مجمع الزوائد، ٨/٢٢٣۔

الشَّامِ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ سَعْدٍ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَأَحَدُ أَسَانِيْدِ أَحْمَدَ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرَ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

''حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں اس وقت بھی آخری نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے (مرحلۂ خلقت میں) تھے۔ میں تمہیں اِس کی تفصیل بتاتا ہوں کہ میں اپنے جدِ امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں جو اُنہوں نے مانگی: ''اے ہمارے ربّ! ان میں، انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (ﷺ) مبعوث فرما۔'' اور میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی بشارت ہوں، اُنہوں نے کہا: ''اور اُس رسولِ (معظم ﷺ) کی (آمد کی) بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (ﷺ) ہے۔'' اور میں اپنی والدہ کا خواب ہوں جو اُنہوں نے دیکھا کہ اُنہوں نے ایک ایسے نور کو جنم دیا ہے جس سے شام کے محلات بھی روشن ہو گئے۔''

اسے امام ابن حبان، طبرانی، ابو نعیم، حاکم اور ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: امام اَحمد کی ایک سند کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں سوائے سعید بن سوید کے، اُنہیں امام ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

٣١. عَنْ أَبِي مَرْيَمَ (سَنَانَ)، قَالَ: أَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ وَعِنْدَهُ خَلْقٌ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ: أَلَا تُعْطِيْنِي شَيْئًا أَتَعَلَّمُهُ وَأَحْمِلُهُ وَيَنْفَعُنِي وَلَا يَضُرُّكَ؟ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ، اِجْلِسْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعَوْهُ، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ الرَّجُلُ لِيَعْلَمَ، قَالَ: فَأَفْرَجُوْا لَهُ، حَتّٰى جَلَسَ، قَالَ: أَيُّ شَيْءٍ كَانَ أَوَّلَ أَمْرِ نُبُوَّتِكَ؟ قَالَ: أَخَذَ اللهُ مِنِّي الْمِيْثَاقَ، كَمَا أَخَذَ مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ. ثُمَّ تَلَا: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ وَإِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسَى وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ [الأحزاب، ٣٣: ٧] وَبَشَّرَ بِي الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ. وَرَأَتْ أُمُّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي مَنَامِهَا أَنَّهُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهَا سِرَاجٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

٣١: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٢٢/٣٣٣، الرقم: ٨٣٥، وأيضًا في مسند الشاميين، ٢/٩٨، الرقم: ٩٨٤، وابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني، ٤/٣٩٧، الرقم: ٢٤٤٦، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/٨، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٨/٢٢٤، وابن كثير في البداية والنهاية، ٢/٣٢٣۔

’’حضرت ابو مریم (سنان) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اُس وقت تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس اعرابی نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) کیا آپ مجھے کوئی ایسی شے نہیں دیں گے کہ میں جس سے سیکھوں اور اسے سنبھالے رکھوں اور وہ مجھے فائدہ پہنچائے اور آپ کو کوئی نقصان نہ دے؟ لوگوں نے اُسے کہا: ٹھہرو، بیٹھ جاؤ۔ اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِسے چھوڑ دو، بے شک آدمی جاننے کے لیے ہی سوال کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اِس کے لیے (بیٹھنے کی) جگہ بناؤ۔ یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا۔ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کا سب سے پہلا معاملہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا جیسا کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کا میثاق لیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿اور (اے حبیب! یاد کیجیے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغِ رسالت) کا عہد لیا اور (خصوصاً) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور عیسیٰ بن مریم (علیہم السلام) سے اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا۔﴾ آپ ﷺ نے فرمایا: اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے میری بشارت دی۔ اور رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ نے اپنے خواب میں دیکھا (کہ آپ ﷺ ولادتِ مبارکہ کے وقت) اُن کے بدنِ اَطہر سے ایک ایسا چراغ روشن ہوا جس سے شام کے محلات تک روشن ہو گئے۔‘‘

اسے امام طبرانی اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

٣٢. عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضي الله عنه قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُمِّي قَالَتْ: شَهِدْتُ آمِنَةَ رضي الله عنها لَمَّا وُلِدَتْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُوْمِ تَنَزَّلُ (وفي رواية: تَدَلّٰى) حَتّٰى إِنِّي أَقُوْلُ: لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ. فَلَمَّا وَلَدَتْهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيْهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِلَّا نُوْرٌ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

''حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اُن کی والدہ محترمہ نے اُن سے بیان کیا: جب ولادتِ نبوی کا وقت آیا تو میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر تھی، میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے آسمان سے نیچے کی طرف

٣٢: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٤٧/٢٥، ١٨٦، الرقم: ٣٥٥، ٤٥٧، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ٢٩/٦، الرقم: ٣٢١٠، وأبو نعيم في دلائل النبوة، ٩٣/١، والبيهقي في دلائل النبوة، ١١١/١، والماوردي في أعلام النبوة، ٢٧٣/١، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، ١١٧/٧، الرقم: ٢٧٠، وأيضًا في الإصابة، ٢٥٩/٨، الرقم: ١٢١٦٣، والمزي في تهذيب الكمال، ٤٠٨/١٩، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٢٢٠/٨۔

ڈھلک کے قریب ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ میرے اوپر آ گریں گے۔ اور سیدہ آمنہ ﷺ کے جسم اطہر سے ایسا نور نکلا جس سے پورا گھر اور حویلی جگمگ کرنے لگی اور مجھے ہر ایک شے میں نور ہی نور نظر آیا۔‘‘

اسے امام طبرانی، ابن ابی عاصم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

۳۳. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ عَلِقْتُ بِهٖ، تَعْنِي رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَمَا وَجَدْتُ لَهٗ مَشَقَّةً حَتّٰی وَضَعْتُهٗ، فَلَمَّا فَصَلَ مِنِّي خَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ أَضَاءَ لَهٗ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

وفي رواية: وَخَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ وَأَسْوَاقُهَا، حَتّٰی أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بِبُصْرٰی.

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ كَثِيْرٍ.

’’حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سیدہ آمنہ بنت وہب

۳۳: أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ۱/۹۸، ۱۰۲، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ۳/۷۹، وابن كثير في البداية والنهاية، ۲/۲٦٤، وابن الجوزي في صفوة الصفوة، ۱/۵۲، والسيوطي في الخصائص الكبری، ۱/۷۲،۷۹، والحلبي في إنسان العيون، ۱/۸۰۔

رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ سے گراں بار ہوئی، تو مجھے ایسی کوئی دِقت پیش نہ آئی (جو عام طور پر عورتوں کو حمل کے دوران پیش آتی ہے) یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو جنم دیا۔ پس جب آپ ﷺ میرے جسم سے جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ایک ایسا نور نمودار ہوا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔‘‘

ایک دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ کی ولادت کے ساتھ ہی ایک ایسا نور نمودار ہوا جس سے شام کے محلات اور بازار روشن ہوگئے حتی کہ بصریٰ میں (چلنے والے) اونٹوں کی گردنیں بھی (میرے سامنے) نمودار ہوگئیں۔‘‘

اسے امام ابن سعد، ابن عساکر اور ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔

٣٤. وفي رواية: **عَنِ ابْنِ الْقَبْطِيَّةِ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: قَالَتْ أُمُّهُ ﷺ: رَأَيْتُ كَأَنَّ شِهَابًا خَرَجَ مِنِّي أَضَاءَتْ لَهُ الْأَرْضُ.**

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ.

’’حضرت ابن قبطیہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت پاک کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا: (آپ ﷺ کی ولادت کے وقت) میں نے مشاہدہ کیا، گویا کہ ایک روشن ستارہ میرے جسم سے نکلا ہے جس سے

٣٤: أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/ ١٠٢، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/ ٧٩۔

ساری زمین روشن ہوگئی۔‘‘ اسے امام ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

٣٥. وفي رواية: عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَأَتْ أُمِّي حِيْنَ وَضَعَتْنِي سَطَعَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ بُصْرٰی.

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ.

’’حضرت ابو عجفاء بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری ولادت کے وقت میری والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ان کے جسمِ اقدس سے ایک نور نمودار ہوا ہے، جس سے بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔‘‘

اسے امام ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

٣٦. وفي رواية: عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: أُمِرَتْ آمِنَةُ وَهِيَ حَامِلٌ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ، أَنْ تُسَمِّيَهُ أَحْمَدَ.

٣٥: أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/١٠٢، والسيوطي في الخصائص الكبرٰى، ١/٧٩، والحلبي في إنسان العيون، ١/٩١۔

٣٦: أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/٩٨،١٠٤، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/٧٢، والحلبي في إنسان العيون، ١/١٢٨۔

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ.

’’حضرت ابوجعفر بن محمد بن علی علیہم السلام سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں سیدہ آمنہ علیہا السلام کو۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے گراں بار تھیں۔ حکم دیا گیا کہ اپنے ہونے والے بچے کا نام ’احمد‘ رکھیں۔‘‘ اسے امام ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

٣٧. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی الله عنه عَنْ أُمِّهِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَمْرٍو قَالَتْ: لَمَّا وَلَدَتْ آمِنَةُ مُحَمَّدًا ﷺ وَقَعَ عَلٰى يَدَيَّ، فَاسْتَهَلَّ، فَسَمِعْتُ قَائِـلًا يَقُوْلُ: رَحِمَكَ رَبُّكَ، قَالَتِ الشِّفَاءُ: فَأَضَاءَ لِي مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى بَعْضِ قُصُوْرِ الشَّامِ، قَالَتْ: ثُمَّ أَلْبَسْتُهُ وَأَضْجَعْتُهُ، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ غَشِيَتْنِي ظُلْمَةٌ وَرُعْبٌ وَقُشَعْرِيرَةٌ، ثُمَّ أُسْفِرَ عَنْ يَمِيْنِي، فَسَمِعْتُ قَائِـلًا يَقُوْلُ: أَيْنَ ذَهَبْتَ بِهِ؟ قَالَ: ذَهَبْتُ بِهِ إِلَى الْمَغْرِبِ، قَالَتْ: وَأَسْفَرَ ذَالِكَ عَنِّي، عَاوَدَنِي الرُّعْبُ بِهِ؟ قَالَ: إِلَى الْمَشْرِقِ، وَلَنْ يَعُوْدَا أَبَدًا، فَلَمْ يَزَلِ الْحَدِيْثُ مِنِّي عَلٰى بَالٍ حَتَّى ابْتَعَثَ اللهُ تعالىٰ رَسُوْلَهُ، فَكُنْتُ فِي أَوَّلِ

٣٧: أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة، ١/١٣٦، الرقم: ٧٧، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/٨٠۔

النَّاسِ إِسْلَامًا. رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

’’حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی والدہ محترمہ حضرت شفاء بنت عمرو رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتی ہیں: جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاتھوں پر رونق افروز ہوئے اور کچھ گریہ کیا۔ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی برسات کرے۔ حضرت شفاء فرماتی ہیں: اس وقت مجھ پر مشرق سے مغرب تک ساری زمین روشن ہوگئی حتی کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لیے۔ وہ بیان فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا، کچھ ہی لمحوں بعد مجھ پر تاریکی، رعب اور لرزہ طاری ہو گیا۔ پھر میری دائیں طرف روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ اس نے جواب دیا: مغرب کی طرف۔ اب پھر مجھ پر بائیں طرف سے رعب وخوف طاری ہوا، پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف، اب ان کا ذکر وہاں سے کبھی ختم نہ ہوگا۔ حضرت شفاء فرماتی ہیں: یہ واقعہ ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت سے سرفراز فرمایا اور میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھی۔‘‘ اسے امام ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

۳۸. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا طَالِبٍ يُحَدِّثُ

۳۸: أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة، ۱/ ۱۳۸، الرقم: ۸۱۔

أَنَّ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ لَمَّا وَلَدَتِ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهٗ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ، فَأَخَذَهٗ وَقَبَّلَهٗ، ثُمَّ دَفَعَهٗ إِلٰى أَبِي طَالِبٍ. فَقَالَ: هُوَ وَدِيْعَتِي عِنْدَكَ، لَيَكُوْنَنَّ لِاِبْنِي هٰذَا شَأْنٌ. ثُمَّ أَمَرَ فَنُحِرَتِ الْجَزَائِرُ، وَذُبِحَتِ الشَّاءُ، وَأُطْعِمَ أَهْلُ مَكَّةَ ثَلَاثًا، ثُمَّ نُحِرَ فِي كُلِّ شِعَبٍ مِنْ شِعَابِ مَكَّةَ جَزُوْرًا، لَا يُمْنَعُ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا سَبُعٌ وَلَا طَائِرٌ. رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

''حضرت علی بن ابی طالب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو طالب سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے: جب حضرت آمنہ ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جنم دیا تو آپ ﷺ کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اٹھایا، ماتھے پر بوسہ دیا، پھر حضرت ابو طالب کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: یہ تمہارے پاس میری امانت ہے، میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی۔ پھر حضرت عبد المطلب نے اونٹ اور بکریاں ذبح کروائیں اور تمام اہل مکہ کی تین دن تک ضیافت کی۔ پھر مکہ مکرمہ کی طرف آنے والے ہر راستہ پر اونٹ ذبح کروا کے رکھ دیے جن سے تمام انسانوں، جانوروں اور پرندوں کو گوشت لینے کی اجازت تھی۔''

اسے امام ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

۳۹. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: فَكَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمْلِ النَّبِيِّ ﷺ

۳۹: أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة، ۲/ ٦١٠-٦١٢، الرقم: ٥٥٥، __

أَنَّ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقَالَتْ: حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا، وَلَمْ يَبْقَ كَاهِنَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَلَا قَبِيْلَةٌ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ إِلَّا حُجِبَتْ عَنْ صَاحِبَتِهَا، وَانْتُزِعَ عِلْمُ الْكَهَنَةِ، وَلَمْ يَكُنْ سَرِيْرُ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا إِلَّا أَصْبَحَ مَنْكُوْسًا، وَالْمَلِكُ مُخْرَسًا لَا يَنْطِقُ يَوْمَهُ ذَالِكَ، وَمَرَّتْ وُحُوْشُ الْمَشْرِقِ إِلٰى وُحُوْشِ الْمَغْرِبِ بِالْبِشَارَاتِ، وَكَذَالِكَ الْبِحَارُ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِهٖ، فِي كُلِّ شَهْرٍ مِنْ شُهُوْرِهٖ، نِدَاءٌ فِي الْأَرْضِ وَنِدَاءٌ فِي السَّمَاءِ: أَنْ أَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ لِأَبِي الْقَاسِمِ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا.......

قَالَتْ آمِنَةُ رضي الله عنها: فَسَمِعْتُ وَجَبَةً[1] شَدِيْدَةً وَأَمْرًا عَظِيْمًا، فَهَالَنِي ذَالِكَ، وَذَالِكَ يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ، فَرَأَيْتُ كَأَنَّ جَنَاحَ طَيْرٍ

.... والسيوطي في الخصائص الكبرى، ١/٨١-٨٣، والحلبي في إنسان العيون، ١/١٠٩، وابن كثير في البداية والنهاية، ٦/٢٩٨-

(١) الوجبة: السقوط على الأرض ـ والمراد به هنا: صوت السقوط.

أَبْيَضَ قَدْ مَسَحَ عَلٰى فُؤَادِي فَذَهَبَ عَنِّي كُلُّ رُعْبٍ، وَكُلُّ فَزَعٍ وَوَجْعٍ كُنْتُ أَجِدُهُ، ثُمَّ الْتَفَتُّ، فَإِذَا أَنَا بِشُرْبَةٍ بَيْضَاءَ وَظَنَنْتُهَا لَبَنًا، وَكُنْتُ عَطْشٰى فَتَنَاوَلْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَأَضَاءَ مِنِّي نُوْرٌ عَالٍ. ......

قَالَتْ: فَرَأَيْتُ قِطْعَةً مِنَ الطَّيْرِ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنْ حَيْثُ لَا أَشْعُرُ حَتّٰى غَطَّتْ حُجْرَتِي، مَنَاقِيْرُهَا مِنَ الزُّمُرُّدِ، وَأَجْنِحَتُهَا مِنَ الْيَوَاقِيْتِ، فَكُشِفَ لِي عَنْ بَصَرِي، فَأَبْصَرْتُ سَاعَتِي مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، وَرَأَيْتُ ثَلَاثَ أَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ، عَلَمٌ فِي الْمَشْرِقِ، وَعَلَمٌ فِي الْمَغْرِبِ، وَعَلَمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ. ......

قَالَتْ: فَوَلَدْتُ مُحَمَّدًا ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي دُرْتُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَنَا بِهٖ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ إِصْبَعَيْهِ كَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ، ثُمَّ رَأَيْتُ سَحَابَةً بَيْضَاءَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ تَنْزِلُ حَتّٰى غَشِيَتْهُ، فَغِيْبَ عَنْ وَجْهِي. فَسَمِعْتُ مُنَادِيًا يَقُوْلُ: طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ ﷺ شَرْقَ الْأَرْضِ وَغَرْبِهَا وَأَدْخِلُوْهُ الْبِحَارَ كُلَّهَا لِيَعْرِفُوْهُ بِاسْمِهٖ وَنَعْتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ وَيَعْلَمُوْا أَنَّهُ سُمِّيَ فِيْهَا الْمَاحِي، لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِنَ

الشِّرْكِ إِلَّا مُحِيَ بِهٖ فِي زَمَنِهٖ، ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فِي أَسْرَعِ وَقْتٍ، فَإِذَا بِهٖ مُدْرَجٌ فِي ثَوْبِ صُوْفٍ أَبْيَضَ أَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَتَحْتَهٗ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ، قَدْ قُبِضَ عَلٰى ثَـلَاثِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ الْأَبْيَضِ، وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ: قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النَّصْرِ، وَمَفَاتِيْحِ الرِّيْحِ، وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ. رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ رحمِ مادر میں تشریف لائے تو اس کی علامات یہ تھیں کہ اس رات قریش کا ہر جانور بول اٹھا اور یوں گویا ہوا: رسول اللہ ﷺ رحم مادر میں جلوہ گر ہو گئے ہیں اور ربِّ کعبہ کی قسم! وہ دنیا کے لیے امان اور اہلِ دنیا کے لیے چراغِ ہدایت ہیں، اس رات قریش کا ہر نجومی اور عاملِ جنات اور عرب کا ہر قبیلہ اپنے جنوں کی ملاقات سے روک دیا گیا ان کے سینوں سے علمِ کہانت چھین لیا گیا، دنیا کے ہر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا۔ تمام بادشاہوں کے لبوں پر مہرِ سکوت لگ گئی اور وہ پورا دن کلام نہ کر سکے۔ مشرق و مغرب کے جانور ایک دوسرے کے پاس جا کر اور سمندر کی مچھلیاں باہم مبارکباد یاں دے رہی تھیں۔ پھر ہر مہینے آسمان اور زمین میں ندا کی جاتی رہی: مبارک ہو! جب ابو القاسم (ﷺ) برکت و رحمت کے جلو میں ارض کی طرف مبعوث ہوں گے۔......

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے (کوئی شے گرنے کی) ایک زوردار

آواز سنی جس سے میں ڈر گئی۔ یہ پیر کا دن تھا پھر میں نے دیکھا کہ جیسے کچھ پرندے ہیں جو میرے دل پر اپنے پَر مل رہے ہیں جس سے مجھ پر (چھایا) سارا رعب و خوف جاتا رہا اور درد جو پہلے محسوس ہو رہا تھا جاتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک سفید سا شربت پڑا تھا، میں اسے دودھ سمجھی۔ میں چونکہ پیاس محسوس کر رہی تھی میں نے اسے اٹھا کر پی لیا تو مجھ سے ایک بلند تر نور جلوہ گر ہوا۔......

آپ فرماتی ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک غول آیا، میں نہیں جانتی وہ کدھر سے آیا۔ بہرحال انہوں نے میرے حجرے کو بھر دیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور پَر یاقوت کے تھے۔ پھر میری نگاہ سے حجابات اٹھا دیے گئے اور میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے دنیا پر لگے ہوئے ہیں: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔......

آپ فرماتی ہیں: جب محمد مصطفیٰ (ﷺ) میرے بطن سے جلوہ گر ہوئے تو میں نے پہلو بدل کر انہیں دیکھا کہ آپ ﷺ سجدے میں پڑے ہیں اور نہایت عاجزی اور انکساری سے دعا کرنے والے کی طرح آسمان کی طرف انگلی اٹھائے ہوئے ہیں۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے ایک سفید بادل اترا اور اس نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا۔ آپ ﷺ میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو میں نے سنا کوئی پکارنے والا کہہ رہا تھا: محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں ٹھہراؤ، انہیں تمام سمندروں میں لے جاؤ تا کہ تمام اہلِ جہاں ان کے نام، صفات اور حلیہ مبارک سے

واقف ہو جائیں اور جان لیں کہ یہی وہ ہستی ہیں جن کا نام دنیا میں ماحی رکھا گیا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے دور میں تمام دنیا سے شرک مٹا دیا جائے گا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد وہ بادل چھٹ گیا تو آپ ﷺ اُون کے ایک سفید کپڑے میں، جو دودھ سے بھی سفید تر تھا، لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ آپ ﷺ کے نیچے سبز ریشم تھا اور آپ ﷺ نے ہاتھ میں تر و تازہ اور سفید موتی سے بنی ہوئی تین چابیاں پکڑ رکھی تھیں اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ محمد مصطفیٰ (ﷺ) نے فتح و نصرت، ہوا اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کر لیا۔'' اسے امام ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

وَقَالَ الإِمَامُ الْقُسْطَلَّانِيُّ فِي الْمَوَاهِبِ: إِذَا قُلْنَا بِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وُلِدَ لَيْلًا، فَأَيُّمَا أَفْضَلُ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ أَوْ لَيْلَةُ مَوْلِدِهِ ﷺ؟ أُجِيْبُ: بِأَنَّ لَيْلَةَ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ:

أَحَدُهَا: أَنَّ لَيْلَةَ الْمَوْلِدِ لَيْلَةُ ظُهُوْرِهِ ﷺ، وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ مُعْطَاةٌ لَهُ، وَمَا شَرُفَ بِظُهُوْرِ ذَاتِ الْمُشَرَّفِ مِنْ أَجْلِهِ أَشْرَفُ مِمَّا شَرُفَ بِسَبَبِ مَا أُعْطِيَهُ، وَلَا نِزَاعَ فِي ذَالِكَ، فَكَانَتْ لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ - بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ - أَفْضَلُ.

اَلثَّانِي: أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ شَرُفَتْ بِنُزُوْلِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهَا، وَلَيْلَةُ الْمَوْلِدِ شَرُفَتْ بِظُهُوْرِهٖ ﷺ فِيْهَا. وَمِمَّنْ شَرُفَتْ بِهٖ لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ أَفْضَلُ مِمَّنْ شَرُفَتْ بِهٖ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، عَلَى الْأَصَحِّ الْمُرْتَضٰى (أَي عِنْدَ جُمْهُوْرِ أَهْلِ السُّنَّةِ) فَتَكُوْنُ لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ أَفْضَلُ.

اَلثَّالِثُ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَقَعَ التَّفَضُّلُ فِيْهَا عَلٰى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَلَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ وَقَعَ التَّفَضُّلُ فِيْهَا عَلٰى سَائِرِ الْمَوْجُوْدَاتِ، فَهُوَ الَّذِي بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ، فَعَمَّتْ بِهِ النِّعْمَةُ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ، فَكَانَتْ لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ أَعَمَّ نَفْعًا، فَكَانَتْ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ.(١)

(١) ذكره القسطلاني في المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ١/١٤٥، وعبد الحق الدهلوي في ما ثبت مِن السُّنّة في أيّام السَّنَة/٥٩-٦٠، والزرقاني في شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ١/٢٥٥-٢٥٦، والنبهاني في جواهر البحار في فضائل النبي المختار ﷺ، ٣/٤٢٤-

’’امام قسطلانی ’المواہب اللدنیۃ‘ میں فرماتے ہیں: جب ہم یہ کہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رات کے وقت پیدا ہوئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ شبِ میلادِ رسول ﷺ اَفضل ہے یا شبِ قدر؟ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی میلاد کی رات تین وجوہ کی بناء پر شبِ قدر سے اَفضل ہے:

(۱) آپ ﷺ کا ظہور شبِ میلاد میں ہوا جب کہ شبِ قدر آپ ﷺ کو عطا کی گئی، لہٰذا وہ رات جس کو آپ ﷺ کے ظہور کا شرف ملا اُس رات سے زیاد شرف والی ہوگی جسے اِس رات میں تشریف لانے والی ہستی کے سبب سے شرف ملا، اور اِس میں کوئی نزاع نہیں۔ لہٰذا اِس اِعتبار سے شبِ میلاد شبِ قدر سے افضل ہوئی۔

(۲) اگر لیلۃ القدر کی عظمت اِس بناء پر ہے کہ اِس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو شبِ ولادت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کائنات میں جلوہ فرما ہوئے۔ جمہور اہلِ سنت کے قول کے مطابق شبِ میلاد کو جس ہستی (یعنی حضور ﷺ) نے شرف بخشا وہ شبِ قدر کو شرف بخشنے والی ہستیوں (یعنی فرشتوں) سے کہیں بلند و برتر اور عظمت والی ہے۔ لہٰذا شبِ ولادت ہی افضل ہے۔

(۳) شبِ قدر کے باعث اُمتِ محمدیہ کو فضیلت بخشی گئی اور شبِ میلاد کے ذریعے جمیع موجودات کو فضیلت سے نوازا گیا۔ پس حضور ﷺ ہی ہیں

جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، اور اِس طرح نعمتِ رحمت جمیع کائنات کے لیے عام کر دی گئی۔ لہٰذا شبِ ولادت نفع رسانی میں کہیں زیادہ ہے، اور اِس اعتبار سے بھی یہ لیلۃ القدر سے افضل ٹھہری۔‘‘

وَنَقَلَ الإِمَامُ الطَّحَاوِيُّ عَنْ بَعْضِ الشَّوَافِعِ: إِنَّ أَفْضَلَ اللَّيَالِي لَيْلَةُ مَوْلِدِهِ ﷺ، ثُمَّ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، ثُمَّ لَيْلَةُ الإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ، ثُمَّ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، ثُمَّ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، ثُمَّ لَيْلَةُ الْعِيْدِ.(۱)

’’امام طحاوی بعض شوافع سے نقل کرتے ہیں: راتوں میں سے افضل ترین شبِ میلادِ رسول ﷺ ہے، پھر شبِ قدر، پھر شبِ اِسراء و معراج، پھر شبِ عرفہ، پھر شبِ جمعہ، پھر شعبان کی پندرہویں شب اور پھر شبِ عید ہے۔‘‘

وَقَالَ الإِمَامُ النَّبْهَانِيُّ فِي الأَنْوَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

(۱) ذكره ابن عابدين في رد المحتار على در المختار على تنوير الأبصار، ٢/٥١١، والشرواني في حاشية على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ٢/٤٠٥، والنبهاني في جواهر البحار في فضائل النبي المختار ﷺ، ٣/٤٢٦۔

(ص/٢٨): وَلَيْلَةُ مَوْلِدِهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

''امام نبہانی اپنی مشہور تصنیف 'الأنوار المحمدية من المواهب اللدنية (ص: ٢٨)' میں لکھتے ہیں: اور شبِ میلادِ رسول ﷺ شبِ قدر سے اَفضل ہے۔''

اِسْتِعْمَالُ مُصْطَلَحِ 'الْمِيْلَادِ' فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالسِّيَرِ

وَقَدْ عَقَدَ الإِمَامُ التِّرْمِذِيُّ فِي سُنَنِهِ بَابًا عُنْوَانُهُ: مَا جَاءَ فِي مِيْلَادِ النَّبِيِّ ﷺ.

٤٠. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا

٤٠: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب ما جاء في ميلاد النبي ﷺ، ٥/٥٨٩، الرقم: ٣٦١٩، **وأخرج المحدثون هذا الحديث بأسانيدهم منهم:** الطحاوي في شرح مشكل الآثار، ١٥/٢١٧، الرقم: ٥٩٦٩، والحاكم في المستدرك، ٣/٧٢٤، الرقم: ٦٦٢٤، والطبراني في المعجم الكبير، ١٩/٣٧، الرقم: ٧٥، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ١/٤٠٧، الرقم:ـــ

وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ قَالَ: وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ﷺ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ أَ أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيْلَادِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

﴿کتبِ اَحادیث و سیر میں اِصطلاحِ میلاد کا اِستعمال﴾☆

اِمام ترمذی نے اپنی السنن میں کتاب المناقب کا (دوسرا) باب ہی ما

-------- ٥٦٦، ٩٢٧، والطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١/٤٥٣، والبيهقي في دلائل النبوة، ١/٧٧، وابن كثير في البداية والنهاية، ٢/٢١٦۔٢١٧۔

☆ لفظِ میلاد کی اَصل (origin) کے بارے میں بعض ناقدین کی طرف سے سوال اٹھایا جاتا ہے کہ عالم عرب میں اس کی جگہ مولد کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور میلاد ایسا لفظ ہے جو صرف برصغیر پاک و ہند میں مستعمل ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ دراصل اُردو ایک لشکری زبان ہے جس کے __

جاء في ميلاد النبيﷺ کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں:

''حضرت قیس بن مخرمہ ﷺ سے مروی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان بن عفان ﷺ نے بنی یعمر بن لیث کے بھائی قباث بن اشیم سے پوچھا: آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں میلاد (یعنی پیدائش) میں اُن سے پہلے ہوں۔''

اسے امام ترمذی، طحاوی، حاکم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

.... ذخیرۂ اَلفاظ میں عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے بے شمار الفاظ شامل ہیں۔ اُردو میں ولد، والد، والدہ، مولود، میلاد، مولد اور متولد تمام عربی الاصل الفاظ ہیں۔ میلاد عربی لفظ ہے جسے امام محمد بن سعد (۱۶۸۔۲۳۰ھ)، امام ترمذی (۲۱۰۔۲۷۹ھ)، امام ابن جریر طبری (۲۲۴۔۳۱۰ھ)، حافظ ابن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ)، امام سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ) اور حافظ عسقلانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ) سمیت متعدد مفسرین، محدّثین، مؤرّخین اور اَصحابِ سیر نے اِستعمال کیا ہے۔

اَئمہ لغت نے بھی لفظ میلاد اپنی کتب میں استعمال کیا ہے۔

وَذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ مَا نَصُّهٗ: وَطَلَبَتْ قُرَيْشٌ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَشَدَّ الطَّلَبِ حَتَّى انْتَهَوْا إِلٰى بَابِ الْغَارِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ عَلَيْهِ الْعَنْكَبُوْتَ قَبْلَ مِيلَادِ مُحَمَّدٍ (ﷺ) فَانْصَرَفُوْا.[1]

----

١. ابن منظور افریقی (٦٣٠۔١١٧ھ) اور عبد القادر رازی حنفی (٦٦٠ھ کے بعد فوت ہوئے)، مرتضی زبیدی (١١٤٥۔١٢٠٥ھ) اور علامہ جوہری فرماتے ہیں:

وَمِيلَادُ الرَّجُلِ: اِسْمُ الْوَقْتِ الَّذِي وُلِدَ فِيْهِ.[☆]

''اور اِنسان کا میلاد اُس وقت کا نام ہے جس میں اُس کی پیدائش ہوتی ہے۔''

٢. لغت کی معروف کتب 'المعجم الوسیط (٢: ١٠٥٦)' اور 'تاج العروس من جواهر القاموس (٥: ٣٢٧)' میں ہے:

اَلْمِيلَادُ: وَقْتُ الْوِلَادَةِ.

''میلاد سے مراد وقتِ ولادت ہے۔''

(١) أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/ ٢٢٨، والسيوطي في كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب، ١/ ٣٠٥۔

(☆) ١۔ ابن منظور، لسان العرب، ٣: ٤٦٨

٢۔ رازی، مختار الصحاح: ٤٢٢

٣۔ زبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس، ٥: ٣٢٧

٤۔ جوهری، الصحاح فی اللغة والعلوم، ٢: ٧١٣

امام ابن سعد نے اَلطَّبَقَات میں روایت بیان کی ہے جس کے الفاظ ہیں:

’’قریش نے رسول اللہ ﷺ کو بہت شدت سے تلاش کیا یہاں تک کہ تلاش کرتے کرتے غارِ ثور کے دہانے تک پہنچ گئے۔ تو اُن میں سے بعض نے کہا: اِس کے منہ پر تو محمد (ﷺ) کے میلاد (پیدائش) سے بھی پہلے کا مکڑی کا بنا ہوا جالا ہے۔ سو (یہ دیکھ کر) وہ لوٹ گئے۔‘‘

وفي رواية: فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلٰى فَمِ الْغَارِ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: اُدْخُلُو الْغَارَ. فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ: وَمَا أَرَ بِكُمْ أي حَاجَتُكُمْ إِلَى الْغَارِ؟ أَنَّ عَلَيْهِ لَعَنْكَبُوْتًا كَانَ قَبْلَ مِيلَادِ مُحَمَّدٍ(ﷺ).[1]

اِسی موضوع کی ایک روایت میں درجِ ذیل اَلفاظ ہیں:

’’جب قریشِ مکہ غار کے دہانہ پر پہنچے تو اُن میں سے کسی نے کہا: غار میں داخل ہو جاؤ۔ اِس پر اُمیہ بن خلف نے کہا: تم غار میں جا کر کیا کرو گے؟ اِس کے منہ پر تو محمد (ﷺ) کے میلاد (پیدائش) سے بھی قبل کا مکڑی کا جالہ لگا ہوا ہے۔‘‘

(۱) ذكره الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المامون، ۲/ ۲۰۹، والكلاعي في الاكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول اللّٰه ﷺ، ۱/ ۳۳۹، والسيوطي في كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب، ۱/ ۳۰۶۔

وَذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ فِي 'الطَّبَقَاتِ': عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قال: كَانَ بَيْنَ مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام أَلْفُ سَنَةٍ وَتِسْعُمِائَةِ سَنَةٍ وَلَمْ تَكُنْ بَيْنَهُمَا فَتَرَةٌ، وَإِنَّهُ أُرْسِلَ بَيْنَهُمَا أَلْفُ نَبِيٍّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ سِوٰى مَنْ أُرْسِلَ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكَانَ بَيْنَ مِيْلَادِ عِيْسٰى وَالنَّبِيِّ عليهما السلام، خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ وَتِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ سَنَةً[1]

''امام ابن سعد اَلطَّبَقَاتِ میں روایت بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن عمران اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے درمیان ۱۹۰۰ سال کا عرصہ ہے اور اُن دونوں کے درمیان زمانہ فترت (جس میں وحی کا سلسلہ موقوف ہو جاتا ہے) نہیں گزرا۔ اُن دونوں کے اِس عرصہ نبوت کے درمیان بنی اسرائیل میں ہی ایک ہزار نبی بھیجے گئے، اُن کے علاوہ بھیجے جانے والے علیحدہ ہیں۔ میلادِ عیسیٰ اور حضور ﷺ (کی بعثت) کا درمیانی عرصہ ۵۶۹ سال بنتا ہیں۔''

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: قُتِلَ عَمَّارٌ، رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَهُوَ ابْنُ إِحْدٰى

(١) أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/٥٣، والطبري في تاريخ الأمم والملوك، ١/٤٩٥، والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٦/١٢٢۔

وَتِسْعِيْنَ سَنَةً، وَكَانَ أَقْدَمَ فِي الْمِيْلَادِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.[1]

''امام ابن عون بیان فرماتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ ۹۱ سال کی عمر میں شہید کیے گئے اور وہ میلاد میں حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے تھے۔''

(۱) أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ۳/۲۵۹، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ۴۳/۴۷۱، والمزي في تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ۲۱/۲۲۴۔

مصادر التّخريج

١. القرآن الحكيم۔

٢. ابراہیم مصطفٰی، المعجم الوسیط، بیروت، لبنان، داراحیاء التراث العربی ١٩٥٦ء۔

٣. ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم (٥٥٥۔٦٣٠ھ)۔ أسد الغابة في معرفة الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٤. احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (١٦٤۔٢٤١ھ/ ٧٨٠۔٨٥٥ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩٨ھ/ ١٩٧٨ء۔

٥. ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن یسار، (٨٥۔١٥١ھ)۔ السیرة النبویة۔ معہد الدراسات والابحاث للتعریب۔

٦. ابن اسحاق، اسماعیل بن اسحاق المالکی (١٩٩۔٢٨٢ھ)۔ فضل الصلاة علی النبي ﷺ۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: دارالمدینہ المنورہ، ١٤٢١ھ/ ٢٠٠٠ء۔

٧. بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (١٩٤۔٢٥٦ھ/ ٨١٠۔٨٧٠ء)۔ التاریخ الصغیر۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ١٤٠٦ھ/١٩٨٦ء۔

٨. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن إسماعیل بن إبراہیم بن مغیرہ (١٩٤۔٢٥٦ھ/ ٨١٠۔٨٧٠ء)۔ التاریخ الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٩. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن إبراہیم بن مغیرہ (١٩٤۔٢٥٦ھ/ ٨١٠۔٨٧٠ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ١٤٠١ھ/ ١٩٨١ء۔

١٠. بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (٢١٠-٢٩٢ھ)۔ **المسند** بیروت، لبنان: ١٤٠٩ھ۔

١١. بغوی، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (٤٣٦-٥١٦ھ/١٠٤٤-١١٢٢ء)۔ **شرح السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء۔

١٢. بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (٣٨٤-٤٥٨ھ)۔ **دلائل النبوة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء۔

١٣. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی (٣٨٤-٤٥٨ھ)۔ **السنن الصغری**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبة الدار، ١٤١٠ھ/١٩٨٩ء۔

١٤. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی (٣٨٤-٤٥٨ھ)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ١٤١٤ھ/١٩٩٤ء۔

١٥. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی (٣٨٤-٤٥٨ھ)۔ **شعب الإیمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٠ھ/١٩٩٠ء۔

١٦. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی (٣٨٤-٤٥٨ھ)۔ **فضائل الأوقات**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبة المنارہ، ١٤١٠ھ/١٩٩٠ء۔

١٧. ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (٢١٠-٢٧٩ھ)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٨ء۔

١٨. جورقانی، حافظ ابو عبد اللہ الحسین بن ابراہیم الھمذانی (م٥٤٣ھ)۔ **الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٤ء۔

۱۹. ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی (۵۱۰۔۵۷۹ھ)۔ **صفوة الصفوة۔** بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۰. جوہری، اسماعیل بن حماد (۳۹۳ھ)۔ **تاج اللغة وصحاح العربية (الصحاح)۔** بیروت، لبنان، دارالفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۲۱. حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (۳۲۱۔۴۰۵ھ)۔ **المستدرك على الصحيحين۔** مکہ، سعودی عرب: دارالباز للنشر والتوزیع۔

۲۲. ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (۲۷۰- ۳۵۴ھ)۔ **الثقات۔** بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۳۹۵ھ۔

۲۳. ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ)۔ **الصحيح۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۲۴. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الإصابة في تمييز الصحابة۔** بیروت، لبنان: دارالجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۲۵. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تهذيب التهذيب۔** بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۲۶. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب، ۱۳۸۴ھ۔

۲۷. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباري۔** لاہور، پاکستان: دارنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ۔

۲۸. حلبی، نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر بن برہان الدین حلبی قاہری

شافعی (۹۷۵-۱۰۴۴ھ)۔ **إنسان العیون فی سیرة الأمین المامون (السیرة الحلبیة)**۔ بیروت، لبنان، دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔
۲۹. ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳-۳۱۱ھ)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔
۳۰. خطابی، حمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی البستی (۳۱۹-۳۸۸ھ)۔ **إصلاح غلط المحدثین**۔ دمشق، شام: دارالمأمون للتراث، ۱۴۰۷ھ۔
۳۱. دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱-۲۵۵ھ)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔
۳۲. ابو داود، سلیمان بن أشعث سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔
۳۳. ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔
۳۴. رازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر حنفیؒ (۶۶۰ھ)۔ **مختار الصحاح**۔ بیروت، لبنان، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔
۳۵. رویانی، ابو بکر محمد بن ہارون الرویانی (۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔
۳۶. زبیدی، ابو الفیض محمد بن محمد (۱۱۴۵-۱۲۰۵ھ/۱۷۳۲-۱۷۹۱ء)۔ **تاج العروس من جواهر القاموس**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔
۳۷. زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵-۱۱۲۲ھ/۱۶۴۵-۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواهب اللدنیہ**۔ بیروت،

لبنان: دار الكتب العلميه، ١٤١٧ھ/١٩٩٦ء۔

٣٨. زیلعی، ابو محمد جمال الدین عبد الله بن یوسف بن محمد حنفی (م٧٦٢ھ)۔ **نصب الراية لأحاديث الهداية**۔ مصر: دارالحدیث، ١٣٥٧ھ۔

٣٩. زینی دحلان، سید احمد حسنی ہاشمی قرشی مکی (١٢٣٣۔١٣٠٤ھ)۔ **السيرة النبوية**۔ دار الفکر + مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ١٤٢١ھ/٢٠٠١ء۔

٤٠. ابن سعد، ابوعبد الله محمد (١٦٨۔٢٣٠ھ)۔ **الطبقات الكبرى**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ والنشر، ١٣٩٨ھ۔

٤١. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩۔٩١١ھ/١٤٤٥۔١٥٠٥ء)۔ **الحاوي للفتاوى**۔ مصر: مطبعۃ السعادۃ، ١٣٧٨ھ/١٩٥٩ء۔

٤٢. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩۔٩١١ھ/١٤٤٥۔١٥٠٥ء)۔ **حسن المقصد فی عمل المولد**۔ بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ (١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء)۔

٤٣. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩۔٩١١ھ/١٤٤٥۔١٥٠٥ء)۔ **الخصائص الكبرىٰ**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

٤٤. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩۔٩١١ھ/١٤٤٥۔١٥٠٥ء)۔ **كفاية الطالب اللبيب فی خصائص الحبيب (الخصائص الكبرى)**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء۔

٤٥. شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (١٥٠-٢٠٤ھ/٧٦٧-٨١٩ء)۔ **المسند**۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ

٤٦. شوکانی، محمد بن علی بن محمد (م ١٢٥٥ھ)۔ **نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ١٩٧٣ء۔

٤٧. ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم (١٥٩-٢٣٥ھ)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ١٤٠٩ھ۔

٤٨. صالحی، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م ٩٤٢ھ/١٥٣٦ء)۔ **سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العبادﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٤ھ/١٩٩٣ء۔

٤٩. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (٢٦٠-٣٦٠ھ)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٤٠٥ھ۔

٥٠. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (٢٦٠-٣٦٠ھ)۔ **المعجم الأوسط**۔ قاہرہ، مصر: دار الحرمین، ١٤١٥ھ۔

٥١. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (٢٦٠-٣٦٠ھ)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء

٥٢. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (٢٦٠-٣٦٠ھ)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثہ۔

٥٣. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (٢٦٠-٣٦٠ھ)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

٥٤. طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (٢٢٤-٣١٠ھ)۔ **تاریخ الأمم والملوک** ۔

بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۵. طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البيان في تفسير القرآن**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۵۶. طبری، ابوجعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر (۶۱۵۔ ۶۹۴ھ)۔ **الرياض النضرة في مناقب العشرة**۔ بیروت، لبنان: دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء۔

۵۷. طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معاني الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۵۸. طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **مشكل الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۵۹. ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار على درالمختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۶۰. ابن ابی عاصم، ابو بکر بن عمرو بن ضحّاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۶۱. ابن ابی عاصم، ابو بکر بن عمرو بن ضحّاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ)۔ **السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۶۲. عبد بن حمید، ابو محمد بن نصر الکسی (۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۶۳. ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ)۔ **الاستيعاب في معرفة**

الأصحاب۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

٦٤. ابن عبد البر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ)۔ **التمهيد لما في الموطأ من المعاني و الأسانيد**۔ مراکش: وزارت عموم الأوقاف، ۱۳۸۷ھ۔

٦٥. عبد الحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **مدارج النبوۃ**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

٦٦. عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

٦٧. عجلونی، ابو الفداء اسماعیل بن محمد جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ)۔ **كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

٦٨. ابن عساکر، ابو قاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی الشافعی (۴۹۹۔۵۷۱ھ)۔ **تاريخ دمشق الكبير المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

٦٩. عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

٧٠. فاکہی، ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (م ۲۷۲ھ/۸۸۵ء)۔ **أخبار مكة في قديم الدهر و حديثه**۔ بیروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ۔

٧١. قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض (۴۷۶۔۵۴۴ھ)۔ **الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۷۲. قسطلانی، ابوالعباس احمد بن محمد (۸۵۱۔۹۲۳ھ)۔ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ۔

۷۳. ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م۶۲۰ھ)۔ **المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۷۴. قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحكام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۷۵. کلاعی، ابی ربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی، (۵۶۵۔ ۶۳۴ھ)۔ **الإكتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء**، بیروت، لبنان: عالم الکتاب۔ ۱۹۹۷ء۔

۷۶. ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ)۔ **البداية والنهاية**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ المعارف۔

۷۷. ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ)۔ **تفسير القرآن العظيم**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۷۸. ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ۔

۷۹. مالک، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث أصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ۔

۸۰. ماوردی، ابوالحسین علی بن محمد بن حبیب (۳۷۰۔۴۲۹ھ)۔ **أعلام النبوة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۷ء۔

٨١. مروزی، محمد بن نصر بن الحجاج، ابو عبدالله (٢٠٢۔٢٩٤ھ)۔ **السنة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الکتب الثقافیہ، ١٤٠٨ھ۔

٨٢. مزی، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن (٦٥٤۔٧٤٢ھ)۔ **تهذيب الكمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ١٤٠٠ھ۔

٨٣. مسلم، ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (٢٠٦۔٢٦١ھ/ ٨٢١۔ ٨٧٥ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

٨٤. مقدسی، عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی (٥٤١۔٦٠٠ھ)۔ **الأحاديث المختارة**۔ مکہ المکرّمہ، سعودی عرب: مکتبة النهضة الحدیثیہ، ١٤١٠ھ۔

٨٥. ابن ملقن، عمر بن علی الانصاری (٧٢٣۔٨٠٤ھ)۔ **خلاصة البدر المنير في تخريج كتاب الشرح الكبير للرافعي**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة الرشید، ١٤١٠ھ۔

٨٦. ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حبقہ افریقی (٦٣٠۔٧١١ھ/١٢٣٢۔١٣١١ء)۔ **لسان العرب**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

٨٧. نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (١٢٦٥۔١٣٥٠ھ)۔ **جواهر البحار في فضائل النبي المختار ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٩ھ/١٩٩٨ء۔

٨٨. نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (١٢٦٥۔١٣٥٠ھ)۔ **حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

٨٩. نسائی، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب (٢١٥۔٣٠٣ھ)۔ **السنن**۔ حلب، شام: مکتب المطبوعات، ١٤٠٦ھ۔

٩٠. نسائی، احمد بن شعیب، ابوعبدالرحمٰن (٢١٥۔٣٠٣ھ)۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١١ھ۔

٩١. ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد أصبہانی (٣٣٦-٤٣٠ھ)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ١٤٠٥ھ۔

٩٢. ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد (٣٣٦-٤٣٠ھ)۔ **دلائل النبوۃ**۔ حیدر آباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ١٣٦٩ھ۔

٩٣. نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف (٦٣١۔٦٧٧ھ/١٢٣٣۔١٢٧٨ء)۔ **تهذیب الأسماء واللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٩٤. وادیاشی، محمد بن علی بن احمد اندلسی (٧٢٣۔٨٠٤ھ)۔ **تحفۃ المحتاج إلی أدلۃ المنهاج**۔ مکۃ المکرّمہ، سعودی عرب: دار حراء، ١٤٠٦ھ۔

٩٥. ابن ہشام، ابومحمد عبد الملک حمیری (٢١٣ھ/٨٢٨ء)۔ **السیرۃ النبویۃ**۔ بیروت، لبنان: دارالجیل، ١٤١١ھ۔

٩٦. ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (٧٣٥۔٨٠٧ھ)۔ **مجمع الزوائد**۔ بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ١٤٠٧ھ۔

٩٧. ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (٧٣٥۔٨٠٧ھ)۔ **موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٩٨. ابو یعلی، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ (٢١٠۔٣٠٧ھ)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ١٤٠٤ھ۔